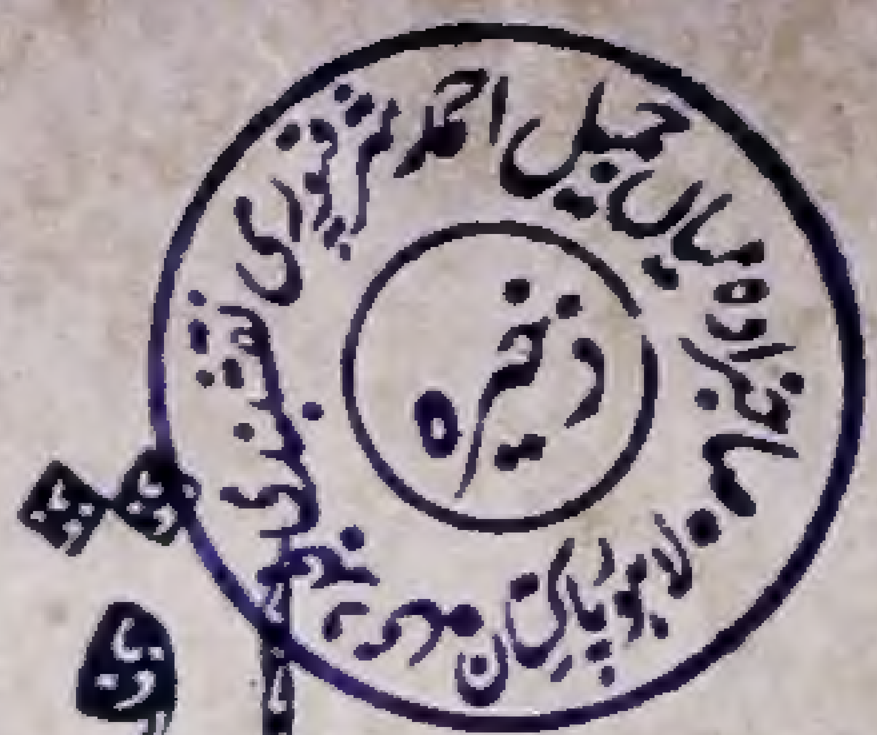



# عرفانیاتِ باقی

## مجموعۂ کلامِ بلاغت نظام

## حضرت خواجہ محمد الباقی المعروف بہ خواجہ بیرنگ باقی باللہ ؒ

تالیف و ترتیب

از

سید نظام الدین احمد کاظمی حیرتؔ

# تقریظ کتاب از حضرت علامہ شاہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروردگار جل شانہ وعم احسانہ جناب سید نظام الدین احمد حیرت کاظمی را اجرہا عنایت فرماید کہ ایشاں اولاً باایں فقیر سعیہا کردند تا کلام حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ را از نسخہائے متعددہ جمع نمودند و بارآں را بہ سعی زیاد بہ حلیہ طباعت آراستہ کردہ ہدیۂ ارباب قلوب واہل صفا ساختند و باایں مجموعۂ نفیسہ کہ

زہر یک نقطہ اش چوں سنبل تر ... شمیم وصل جاناں می زند سر

عکس مکتوب گرامی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نیز شامل کردند. ایں مکتوب شریف بدست مبارک خاص حضرت امام ربانی نوشتہ شدہ است کہ در دفتر اول مکتوبات قدسی آیات مکتوب دوصد و سیزدہم می باشد ایں مکتوب مبارک از انفس ذخائر طیبہ است کہ از آبا، و اجداد کرام عالی مقام قدس اللہ اسرارہم ورحمہم ورضی عنہم بہ ایں فقیر رسیدہ است و نزد وے محفوظ است والحمد للہ الذی تتم بنعمتہ الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید الکائنات وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

زید ابو الحسن فاروقی مجددی
خانقاہ حضرت شاہ ابو الخیر رحمۃ اللہ ۔ چتلی قبر دہلی

چہارشنبہ ۸ صفر سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۵ اپریل سنہ ۱۹۷۰م

# ای عزیزان دیدہ ہا روشن کنید

## مکتوب شریف امام ربانی مجدد الف ثانی

### بنام شیخ فرید بخاری از دست مبارک ایشان

این مکتوب شریف در جلد اول مکتوبات امام ربانی به نمبر دو صد و سیزدهم موجود است

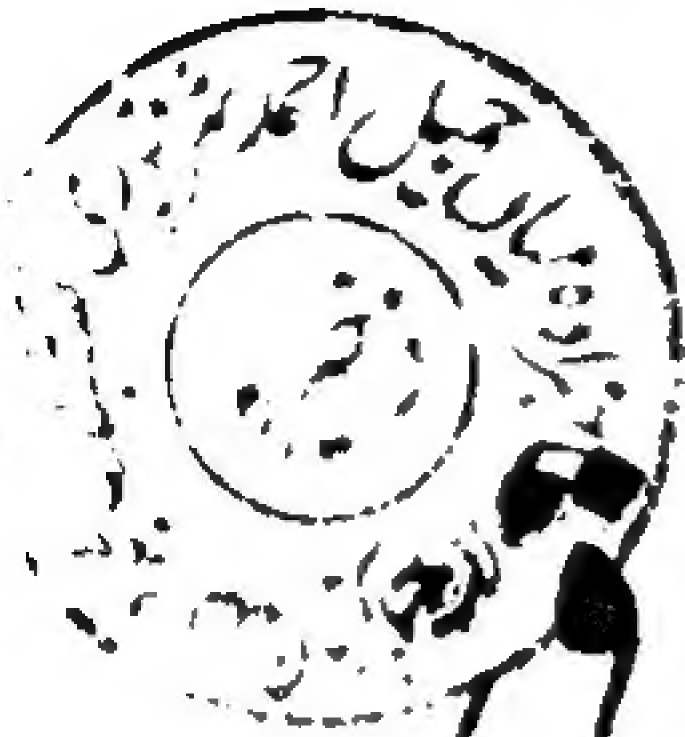
بحرمت جدکم الامجد علیه و علی آله الصلوات
والتسلیمات

قال الله سبحانه و تعالی هل جزاء الاحسان الا الاحسان
نمی داند که احسان شما را بکدام احسان مکافات نماید مگر
آنکه در اوقات نیک به عافیت و سلامتی دارین رطب اللسان
باشد الحمد لله سبحانه و المنة که این معنی بی تکلف میسر است
و احسان دیگر که این مکافات است موعظه و تذکیر است
اگر در معرض قبول افتد چه نعمتی است [illegible]
خلاصه مواعظ و زبده نصایح اختلاط و انبساط با اهل سنت
و اجتناب از [illegible] مربوط بسلوک
اهل سنت و جماعت اند که فرقه ناجیه اند [illegible]
اسلامیه [illegible] بزرگوار
محال است و [illegible] اتباع آن [illegible] عقلی
و نقلی [illegible]
ذکر معلوم شود که شخصی [illegible]
این بزرگوار [illegible] صحبت [illegible]
[illegible] و مجالست [illegible]
[illegible] از هر فرقه که باشند [illegible]
از صحبت اینها نیز از ضروریات است این همه فتنه و فساد
که در دین پیدا شده است از شومی اینها است [illegible]
دنیوی آخرت را [illegible] اولئک الذین اشتروا
الضلالة بالهدی فما ربحت تجارتهم و ما کانوا مهتدین
[illegible] شخصی [illegible] آسوده [illegible]
[illegible] از [illegible] اضلال [illegible]

## شامل کتاب عرفانیات باقی

سلسلۂ مطبوعات "شاہ ابوالخیر اکاڈمی" دھلی

نمبر ۳



# عرفانیاتِ باقی

یعنی مجموعہ کلام معارف نظام حضرت خواجہ باقی باللہ

مع احوالِ کرامت منوال بزبان اردو از حضرت علامہ

شاہ زید ابو الحسن فاروقی مجددی و بیانِ احوالِ بدایت و

نہایت حضرت خواجہ بزبانِ فارسی از "زبدۃ المقامات"

مرتب و ناشر

سید نظام الدین احمد کاظمی حیرت رام پوری

قیمت فی جلد چار روپے پچاس پیسے مجلد پانچ روپے

مطبوعہ خواجہ برقی پریس جامع مسجد دہلی ۶

# فہرستِ مندرجاتِ کتاب



ابتدا کتاب میں حضرت امام ربانی کی مقدس تحریر کا عکس اور آخر میں حضرت خواجہ باقی کے مزار فیض آثار کے قدیم وجدید دو نقشے بنظر تبرک شامل ہیں۔

(خواجہ [illegible] محفوظ ہیں)

# سپاس وتشکر

اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ مجھ ایسے بے بضاعت اور کم سواد کو عرفانیاتِ باقی کی ترتیب و تدوین اور تصحیح و اشاعت کا شرف بخشا اور آج حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نادر و نایاب کلام کا یہ روح پرور اور دلنواز مجموعہ قارئینِ کرام کے پیشِ نظر ہے۔

اے خدا قربانِ احسانت شوم

میری یہ کوشش ہرگز منظرِ عام پر نہ آتی اگر مخدوم مکرم فاضلِ یگانہ حضرت علامہ شاہ زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ کی رہنمائی اور دستگیری شاملِ حال نہ ہوتی۔ میں اس کرم فرمائی کے لیے حضرت شاہ صاحب موصوف کا بصمیمِ قلب شکر گزار ہوں۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی

دراصل عرفانیاتِ باقی کی ترتیب و تدوین آپ ہی کے فیضِ صحبت اور شفقت و مرحمت کا ثمر ہے۔ ورنہ

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا

سپاس گزار
حیرت کاظمی

# نذرِ مُستحسن

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کے بلند پایہ معارف پرور کلام کا نادر و نایاب مجموعہ جو ہندوستان میں پہلی بار "عرفانیاتِ باقی" کے نام سے یہ خاکسار پیش کر رہا ہے، بہ کمالِ خلوص و ادب نقیب الاولیا جناب صاحبزادہ محمد مستحسن صاحب فاروقی سجادہ نشین خانقاہِ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی و مدیر ماہنامہ آستانہ کے ملاحظہ میں ہدیتہً پیش کرتا ہے۔

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
کہ گُل بہ دستِ تو از شاخ تازہ تر ماند

عقیدت کیش
حیرت کاظمی

# پیش لفظ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مشہور اور اثر آفریں شعر ہے:۔

می گذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں
عالم آشوب نگاہی سرِ راہم بگرفت

در حقیقت اسی "عالم آشوب نگاہ" نے حضرت خواجہ کے قلب و جگر کو سوز و گدازِ محبت اور نورِ معرفت عطا کیا۔ یہی سوز و گدازِ محبت اور نورِ معرفت ہے جو حضرت کے کلامِ منظوم میں درد و تاثیر اور عرفان و آگہی کی ایک دنیا سموئے ہوئے ہے۔

حضرت خواجہ باقی کا یہ مجموعۂ کلام جو "عرفانیاتِ باقی" کے نام سے پیشِ نظر ہے بلاشبہ صداقت و حقانیت عشق و محبت تصوف و روحانیت علوِ معانی سلاستِ زبان و حلاوتِ بیان کا مظہرِ اتم ہے۔

حقیر راقم الحروف کو حضرت خواجہ کی جلالتِ قدر اور محاسنِ کلام نے یہ تحریک بخشا کہ حضرت کا کلام بلاغت نظام آپ کی سیرت و سوانح کے ساتھ شائع کیا جائے۔

شروع میں کلامِ باقی کا جو قلمی نسخہ میرے پیشِ نظر رہا اور اس کو میں نے اپنے لئے نقل بھی کیا وہ حضرت جی صاحب گوالیار کے کتب خانہ کا قلمی نسخہ تھا۔ (کتابت ۱۱۲۰ھ) یہ نسخہ اگرچہ ناقص و غلط تھا لیکن اس وقت کوئی اور صحیح و کامل نسخہ معلوم و دستیاب نہ تھا، جب یہ نسخہ نقل کر لیا اور اسے بامعانِ نظر پڑھا تو معلوم ہوا کہ نامکمل اور اغلاط سے پر ہے۔ اس لئے طے پایا کہ جب تک کوئی صحیح و کامل نسخہ دستیاب ہو کر کلام کی تصحیح و تدوین تسلی بخش طریقہ پر نہ ہو، اسے شائع نہ کیا جائے چنانچہ تین سال تک کلام کی طباعت و اشاعت عمل میں نہ آسکی۔ بالآخر حضرت

مولانا شاہ زید ابو الحسن فاروقی مدظلہ العالی کے تلاش و تفحص کی بدولت یہ مشکل حل ہوئی۔

الحمد للہ کہ اب مندرجہ ذیل نسخوں کے پیشِ نظر حضرت خواجہ کا کلام کامل وثوق و اعتماد کے ساتھ ہدیہ قارئینِ کرام ہے۔

نسخوں کے لفظی اختلافات ہر صفحہ پر اشعار کے ذیل میں ظاہر کر دیئے ہیں۔

۱۔ نسخہ خطی کتب خانہ حضرت جی صاحب گوالیار بخط نربت سنگھ کایستھ۔ تاریخ اختتام کتابت بستم ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۰ھ۔

۲۔ نسخہ دوم خطی کتب خانہ حضرت جی گوالیار۔ یہ نسخہ پہلے نسخہ کے مقابلہ میں کامل اور خوشخط ہے۔

۳۔ نسخہ خطی کتب خانہ حضرت شاہ زید ابو الحسن فاروقی مدظلہ العالی بخط سید راحت علی امروہوی نقشبندی در ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۰ھ

۴۔ نسخہ خطی آزاد لائبریری علی گڑھ ...یار جنگ سیکشن نمبر ۲۱/۶۸ ق محررہ سنہ ۱۰۱۱ھ

یہ نسخہ سابق الذکر تمام قلمی نسخوں سے باعتبار قدامت و صحت مقدم و ممتاز ہے۔ لیکن بے ترتیب ہے۔ اور مثنوی گنجِ فقر کے کچھ اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔

۵۔ زبدۃ المقامات (مولفہ مولانا ہاشم کشمی سنہ ۱۰۳۷ھ) یہ کتاب حضرت خواجہ کے حالاتِ زندگی سے متعلق ایک مستند دستاویز ہے۔ اس میں حضرت کے بہت سے اشعار بھی منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مختلف کتب خانوں میں کلام باقی کے جو مجموعے موجود ہیں وہ حقیقتاً حضرت خواجہ ہی کے کلام پر مشتمل ہیں۔

۶۔ مطبوعہ نسخہ مثنوی حضرت خواجہ باقی۔ مولفہ مولوی احمد حسین نقشبندی امروہوی طبع شدہ ۱۳۲۶ھ در نمود پریس حیدر آباد دکن۔

اس نسخہ میں صرف مثنوی گنج فقر، تاریخ تولد خواجہ عبد اللہ و خواجہ عبید اللہ اور ساقی نامہ (ناتمام) طبع ہوا ہے۔

خاکسار حیرت کاظمی

"چوں بہندوستان آمدم صحبت افتاد مرا با خواجہ خواجگان محمد باقی نقشبندی، مدتی مشق نسبت خواجگان کردہ طریقہ مراقبہ، ذکر و رابطہ و حضور و یادداشت حاصل نمودم"

"وکان الداعی الیھا و مرشد الطالبین فی بلادنا ھذہ الشیخ العارف الکامل سرہ الاعظم ونورہ الاتم سیدنا ومولانا خواجہ محمد الباقی قدس سرہ الاصفی وھو من مشائخنا فی ھذا الطریق"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(ماخوذ از رسالہ وصیت والمکاتیب)

"امروز قائم مقام ایں حضرات علیہ و نائب مناب اکابر نقشبندیہ اَلْوَاصِلُ اِلَی النِّھَایَۃِ، اَلْبَالِغُ اِلٰی اَقْصٰی دَرَجَاتِ الْوِلَایَۃِ. قُطْبُ دَائِرَۃِ مَدَارِ الْخَوَارِقِ، کَاشِفُ اَسْرَارِ اَھْلِ الْحَقَائِقِ، اَلْفَرْدُ الْکَامِلُ فِی الْمَحَبَّۃِ الذَّاتِیَّۃِ، اَلْمُحَقِّقُ الْجَامِعُ لِکَمَالَاتِ الْوِلَایَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ، مُسْنَدُ اَھْلِ الْاِرْشَادِ وَالْھِدَایَۃِ، مُرْشِدُ طَرِیْقِ دَرْجِ النِّھَایَۃِ فِی الْبِدَایَۃِ، زُبْدَۃُ الْعَارِفِیْنَ، قُدْوَۃُ الْمُحَقِّقِیْنَ ؎

شرحِ او حیف است با اہلِ جہاں ہمچو رازِ عشق باید در نہاں !
لیک گفتم وصفِ او تا رہ برند پیش آں کز فوتِ او حسرت خورند

شَیْخُنَا وَمَوْلَانَا وَمَلَاذُنَا الشَّیْخُ الْاَجَلُّ وَالْعَارِفُ الْاَکْمَلُ مُحَمَّدُ الْبَاقِیْ اَبْقَاہُ اللہُ سُبْحَانَہٗ وَسَلَّمَہٗ."

(از مکاشفاتِ غیبیہ[۱] صفحہ ۱ قلمی)

"شکر ایں نعمت بجا می آورد کہ اگرچہ بشرفِ صحبت خیر البشر علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات مشرف نشدہ۔ بارے از سعادتِ ایں صحبت[۲] محروم نماندہ۔"

(از مبداء و معاد صفحہ ۵۹ قلمی)

---

(۱) مکاشفاتِ غیبیہ اور مبداء و معاد دونوں کتابیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی تصنیفات میں سے ہیں۔ (۲) مراد از صحبت پیرِ طریقت حضرت خواجہ باقی قدس سرہٗ ۱۲

"خواجہ باقیؒ در ہند مقتدائی صوفیا بودند
از ارشادِ ایشاں عالمی بہ منزلِ مقصود رسید"

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی

(منقول از الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

خواجہ باقی باللہ دران عہد مقتدائی زمان بود، صفات ذاتی دکسبی وخوارقِ ایشان زیادہ ازان است کہ بزبانِ قلم دادہ شود اکثر درانزواگذرانده با مخلوق کم می جوشیدند وازاکثرِ علوم عقلی ونقلی بہرۂ تمام داشتند"

(از تاریخ خافی خان[1] صفحہ ۲۴)

---

(۱) اصل نام محمد ہاشم تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا ایرانی الاصل مشہور مورخ ہے۔ "منتخب اللباب" جو تاریخ خافی خاں کے نام سے معروف ہے۔ اسی کی تصنیف ہے۔ اس میں بابر شاہ کے دورِ حکومت سے محمد شاہ کے عہد تک صحیح حالات لکھنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔
حیرت کاظمی

# مُختصر احوالِ کرامت منوال

## قبلۂ راستان و کعبۂ حق پرستان خواجۂ خواجگان

## قطبِ جہان مؤیّد الملّۃ والدین الرضی ابو الوقت

## محمد الباقی، معروف بہ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ

## قدّس اللہ سرّہٗ و رضی عنہ و افاض علینا من برکاتہ

---

آپ کے احوالِ شریفہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک پاک دل مرید نے قلمبند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیر و مرشد کا لکھا ہے اس میں اپنا نام رُشدی لایا ہے(۱)۔ یہ اس کا تخلص ہے یا نام اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت سے سُنا ہے۔ افسوس کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب برکات الاحمدیہ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مصنف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔

---

(۱) چنانچہ کہتا ہے ؎ رُشدی ازاں نفس کہ رُخ خود نہفت دوست ؎ ساز طرب شکست و نوائے ترانہ مُرد
رُشدی کا یہ اثر آفریں اور درد انگیز مرثیہ اس مجموعۂ شریفہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ حیرت کاظمی

حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبد السلام سمرقند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحبِ علم و فضل تھے۔ آہ و بکا د تضرع الی اللہ میں اکثر اوقات رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ کی والدۂ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ[1] میں حضرت کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ خوردسالی سے آپ پر آثار صلاح و بزرگی ظاہر تھے اور آپ کا میلان تجرید و تفرید و تبتل کی طرف تھا اسی زمانہ میں احیاناً ایسا بھی ہوا کرتا تھا کہ آپ کسی گوشۂ تنہائی میں سارا دن خاموشی میں گزار دیا کرتے تھے۔ جب آپ سن رشد کو پہنچے آپ نے علماء اعلام سے علم ظاہر حاصل کیا۔ آپ نے مولانا صادق حلوائی[2] کی شاگردی اختیار کی اور ان کی رفاقت میں کابل سے ماوراء النہر تشریف لے گئے اور تھوڑے عرصہ میں امتیازی شان پیدا کرلی۔ ابھی کچھ کتابیں پڑھنی باقی تھیں کہ جذباتِ الٰہیہ کا غلبہ ہوا۔ اور آپ نے راہ سلوک اختیار فرمائی، ایک دن آپ کو ایک فاضل نے دیکھ کر کہا اگر کچھ دن اور آپ علم حاصل کر لیتے تو بہتر ہوتا، تاکہ آپ کی مولویت پایۂ کمال اور اکمال کو پہنچ جاتی۔ آپ نے عرض کیا کہ مولویت سے مراد مشکل متداول کتابوں کا حل کرنا ہے۔ میں بغیر کسی ادعا کے کہتا ہوں کہ جس کتاب کا حل کرنا فضلاء کے نزدیک مشکل ہو میرے سامنے پیش کریں انشاء اللہ تسلی بخش طور پر حل کردوں گا۔ صاحب زبدۃ المقامات

---

(۱) زبدۃ المقامات میں یہ دو سنہ لکھے ہیں۔ (۲) مولانا صادق حلوائی اپنے زمانہ کے مشہور فاضل اور نغز گو شاعر تھے۔ اکبر بادشاہ کے چھوٹے بھائی مرزا حکیم نے جو اس وقت کابل کا حکمران تھا انھیں کابل میں قیام فرمانے اور سلسلہ درس شروع کرنے کیلئے متعین کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ اسی زمانہ میں مولانا صادق کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوئے اور جب یہ کابل سے ماوراء النہر تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ بھی آپ کے ہمراہ گئے (ماخوذ از تذکرۂ علمائے ہند بعد کوثر) حیرت کاظمی

لکھتے ہیں کہ مجھ سے مولانا صادق حلوائی کے شاگردوں میں سے ایک صادق القول فاضل نے کہا کہ جب ہم رفیقوں کو پتہ چلا کہ آپ نے علم ظاہری تحصیل سے علم باطن حاصل کرنے کی طرف عنان توجہ موڑ دی ہے تو ہم نے آپس میں کہا کہ آپ فطرۃً ایک باہمت جوان ہیں جس کام کی طرف آپ متوجہ ہوں گے یقیناً اس کو انجام تک پہنچائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

علمِ باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہدِ طفلی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ آپ کو جہاں بھی کوئی پاک نفس خدا رسیدہ ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی صحبت اور انفاس قدسیہ سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں بلخ و بدخشاں گئے اور پھر ہندوستان تشریف لائے اور کشمیر بھی تشریف لے گئے اگر کوئی مجذوب الی اللہ ملتا تو اس کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ لاہور کے قرب و جوار میں ایک مجذوب رہا کرتا تھا۔ آپ پر ظاہر ہوا کہ وہ خدا رسیدہ ہے۔ آپ اس کے پاس جایا کرتے تھے کبھی وہ آپ کو دیکھ کر دوسری طرف کو مڑ جاتا تھا اور کبھی آپ کو سب و شتم دیا کرتا تھا اور کبھی پتھروں سے مارتا تھا لیکن آپ نے اس سے منہ نہ موڑا اور برابر اس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن وہ دیوانۂ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا، اپنے پاس بلا کر آپ پر نظر رحمت فرمائی اور آپ کے حق میں دعائیں کیں۔ رُشدی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک مخلص سے فرمایا اگرچہ اربابِ سلوک کی طرح ریاضات شاقہ اور مجاہدات میں نے نہیں کئے ہیں البتہ انتظار اور قلق کی گھڑیاں بہت جھیلی ہیں۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری والدۂ ماجدہ بہت عجز و نیاز سے بارگاہ بے نیاز میں عرض کیا کرتی تھیں۔ اے پروردگار میرا فرزند تیری طلب میں سب سے الگ ہو چکا ہے۔ اس نے جوانی کی لذتوں سے منہ موڑ لیا ہے تو اس کی مراد پوری کر دے یا پھر مجھ کو زندہ نہ رکھ کیونکہ

اس کے قلق اور رنج دیکھنے کی طاقت مجھ میں نہیں رہی، آپ فرماتے ہیں کہ ان کی دعائے نیم شبی کی وجہ سے مجھ پر ابواب کُشائش کھلے ہیں۔

آپ جب ہندوستان تشریف لائے اور آپ کے دوستوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو انھوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں شامل کرادیا جائے۔ لیکن سلطانِ جذباتِ الٰہیہ کے سامنے سب کی مساعی رائگاں گئیں۔ آپ کو مملکتِ دین اور متاعِ یقین کی سلطانی ملنی تھی۔ مزخرفات دینویہ سے آپ کو کیا لگاؤ ہوتا۔

آپ نے اپنا ابتدائی حال اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ "پہلی مرتبہ توبہ اور بیعت حضرت خواجہ عبید کے ہاتھ پر کی۔ آپ مولانا لطف اللہ کے خلیفہ تھے اور وہ مولانا خواجگی دہبیدی کے۔ چونکہ باطن میں رجوع کرنے کا خیال اور چھوڑنے کا عزم تھا اس لئے استقامت نہ ملی اور دوسری مرتبہ مولانا افتخار شیخ سے بیعت کی جو سمرقند میں قیام پذیر تھے اور خانوادۂ خواجہ احمد یسوی میں سے تھے۔ اگرچہ آنجناب کی مرضی نہ تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ ابھی تم جوان ہو لیکن میرے (حضرت خواجہ باقی کے) مصمم عزم کو دیکھ کر آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا۔ خدا تم کو استقامت دے۔ لیکن وہی ہوا جو کہ ان بزرگوار نے فراستہً فرمایا تھا۔ چنانچہ عجیب خرابیاں پیدا ہوئیں اور میرا عزم درہم برہم ہوا۔ اور میں بغیر کسی قصد اور ارادے کے حضرت امیر عبداللہ بلخی مدظلہ کی خدمت میں پہنچا اور تجدید بیعت کا ظہور ہوا۔ مصافحہ کے ساتھ ہی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی۔ امید ہے کہ اس عطیہ کے برکات یوم القیامۃ تک باقی رہیں گے۔ القصہ کچھ وقت تک حدود کی نگاہ داشت اور محافظت رکھی۔ لیکن اِسم المُضِلُّ نے محافظت کے سدّ اور بند کو توڑ دیا۔

انجام کار ہدایت صمدیت سے خواب میں خواجۂ بزرگ حضرت بہاءالحق والدین سے بیعت نصیب ہوئی اور اہل اللہ کے طریق کا میلان ظاہر ہوا۔ اور بمصداق اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ۔ یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ میں ہر طرف ہاتھ مارتا تھا۔ اسی دوران میں بعض اکابر نے فرمایا کہ وہ ذکر مفید ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ اتصال پہنچے۔ جو طلب اور لگن لگی ہوئی تھی اس نے مجبور کیا کہ انہی حضرت سے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ حاصل کیا۔ دو سال تک ان حضرت کے بتلائے ہوئے ذکر و مراقبہ و اوراد و سلسلہ پر قائم رہا اور ان کی مداومت کرتا رہا کیونکہ ہم نے سُن رکھا تھا کہ جب تک سالک بہ اندازہ چہل سال لَآاِلٰہَ کا میدان قطع نہ کرے اِلَّا اللہ کی منزل تک رسائی نہیں ہوتی۔ اور ہماری سادہ لوحی نے ہم کو اتنا قانع رکھا کہ ذکر میں زمانے کے گزرنے کو غنیمت سمجھتا رہوں اور انہی طور طریقوں پر عبادت کے قناعت کروں۔ اگرچہ اس دوران میں دوسرے طریقوں سے استفادہ کرنے کے متعلق اشاراتِ غیبیہ بھی ہوئیں لیکن میرا قدم (دوسرے سلسلوں سے استفادہ کرنے کے لئے) پوری طرح اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا تھا اور ان بزرگواران (خواجگانِ سلسلۂ نقشبندیہ) کی زمین کرم میں۔ وَفِیْہِمَا مَاتَشْتَہِیْہِ الْاَنْفُسُ(۱)۔ کا بیج بوتا رہا اور یہ خیال کرتا رہا کہ ان شاء اللہ آخر کار دستِ کرم اس بیج کو مَالَاعَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ(۲) کی نہر سے سیراب کرے گا۔ آخر کار کشمیر پہنچنا ہوا، اور حضرت شیخ بابلے والی کی خدمت میں حاضری ہوئی اور آپ کی نظر عنایت سے بہرہ مند ہوا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ وہ مبارک نظر بذریعہ شیخ باب قبول ہوئیں۔ چونکہ حضرت شیخ سلسلہ

---

(۱) یعنی اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی نفوس کو خواہش ہوتی ہے (۲) یعنی وہ چیز جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سُنا ہو۔

عالیہ نقشبندیہ کے بھی مجاز تھے اور طالب کی حضرت خواجہ کی) استعداد اُن بزرگواران کے آستان کی طرف متوجہ تھی لہذا فیضانِ الٰہیہ اُسی خاندان کے جھروکے سے نازل ہوا۔ اور آپ کی وفات کے بعد حضرات خواجگان کی غیبت معہودہ (نسبت شریفہ) ظاہر ہونی شروع ہوئی اور ان بزرگواروں کی ارواح مبارکہ بشارات اور تلقینات دینے لگیں۔ ان کی توجہات سے اِس نسبت میں قوت پیدا ہوئی، دائرۂ غیبت میں وسعت ہوئی، راستہ روشن ہوا اور فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ ان حضرات کی عنایت کی کشش نے مجھ کو مخدومی حقائق پناہی، ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچایا اور اپنی خواہش اور رغبت سے بیعت اور مصافحہ کر کے حضرات خواجگان کا طریقہ حاصل کیا اور حضرت خواجگی اور ارواح طیبہ حضرت خواجہ نقشبند اور آپ کے خلفاء کی ملازمت کے طفیل سے اس طریقہ کے سالکوں اور اس درگاہ کے نیازمندوں میں سے ہوا۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى[۱]۔

حضرت بابائے والی کی وفات کے بعد ایک واقعہ میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار آپ پر ظاہر ہوئے اور آپ سے فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح باب ہوگا اور اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ اے فرزند ہم چشم براہ ہیں تم ہمارے پاس کب آرہے ہو۔ چنانچہ آپ ہندوستان سے ماوراء النہر کی طرف امکنگ کو روانہ ہوئے۔ لکھا ہے کہ ابھی آپ ایک منزل کے فاصلہ پر تھے کہ حضرت امکنگی بہ اشارۂ غیبی آپ کے استقبال کو تشریف لائے۔

---

(۱) اے میرے پروردگار مجھ کو مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے۔ اور میرا حشر مساکین کی جماعت میں کر اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

آپنے حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے بعض دوستوں کو ہندستان خط لکھا۔ اس میں آپنے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا ؎

مَن از محیطِ محبت نشاں ہمی بیدم ٭ کہ استخوان عزیزاں بساحل اُفتاد است

آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں تجلّی مُصفّی مُزکّی ہو کر پہنچے تھے۔ چراغ صاف تھا۔ بتّی درست تھی۔ تیل موجود تھا۔ صرف دیا سلائی دکھلانے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت خواجگی نے دیا سلائی دکھائی اور وہ چراغ روشن ہو گیا۔ حضرت خواجگی نے تین شبانہ روز آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافتِ مطلقہ سے سرفراز فرما کر ہندوستان روانہ ہونے کی ہدایت فرمائی، چنانچہ آپنے ہندوستان جانے کا قصد فرمایا۔ ان دنوں میں آپنے ایک خط میں یہ شعر تحریر فرمایا ہے ؎

می گزشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں ٭ عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

آپ ہندوستان پہلی مرتبہ کب تشریف لائے اور یہاں کتنی مدت قیام رہا اور پھر دوسری مرتبہ کب تشریف لے گئے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے "و اواخر با کہ امرِ مشیخت و ارشاد متروک شدہ بود" ص۸۹ قلمی لکھا ہے "فوائدے کہ دریں دو سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ در زمانِ پیش بسالہا نمی رسید" ص۸۵ قلمی۔ اور صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے "شانِ عظیم و علوِ مرتبۂ ایشاں ہمیں بس کہ دو سال بر مسندِ مشیخت بودند دریں مدتِ قلیلہ چہ مردم کہ از خوانِ دولتِ ایشاں روزی مند گردیدند" ص۲۹ قلمی اور اس کو دیکھتے ہوئے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی سنہ۱۰۰۸ھ کو آپسے بیعت ہوئے۔ اور آپ کو محسوس ہوا کہ مجھ سے پروردگار کو جو خدمت لینی تھی وہ اسی مردِ عزیز کی تربیت ہے۔ چنانچہ آپ رقعہ ۵۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شیخ احمد نام مردے است در سرہند کثیر العلم و قوی العمل روزے چند فقیر با

نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ بہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا از و روشن گردند" معلوم ہوتا ہے کہ دوسری مرتبہ سن ایک ہزار تین یا چار کو ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قلعہ فیروزی میں جو کہ اب فیروز شاہ کے کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔

آپ کو عزلت اور تفرید سے لگاؤ تھا مشیخت اور صحبت کی خواہش قطعاً نہ تھی۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ مریدوں کے احوال کی طرف آپ دو تین سال متوجہ رہے اور جب امام ربانی مجدد الف ثانی آپ سے بیعت ہوئے۔ "و از یمن انظار و الطاف ایشان بکمال اکمال رسیدند آنحضرت خود را از صحبت ارباب ارادت باز کشیدند یاراں را چہ بتعریف و چہ بتکلیف بایشاں حوالہ نمودند۔ یعنی جب آپ کے توجہات سے امام ربانی درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب یاران کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جامع ملفوظات رشدی نے لکھا ہے۔" از روئے شفقت بتاکید فرمودند کہ چوں فرمان و مرضی در ترک مشیخت است یاراں ما را منتصدی تربیت خود نداند و ہر جا خواہند در طلب مقصود پویند مگر چار نفر کہ دریں تکلیف داخل نبودند۔ یعنی آپ نے اپنے رفقاء سے شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اشارات اور الہامات غیبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مجھ کو مشیخت کا کام چھوڑ دینا چاہیئے لہذا یاران طریقت اب مجھ سے کار مشیخت کی توقع نہ رکھیں جہاں چاہیں جائیں اور اپنا مقصد حاصل کریں۔ بجز تین چار افراد کے جو اس حکم میں شامل نہ تھے" میر محمد نعمان آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے ان کو بھی ہدایت فرمائی کہ شیخ احمد سے اب رجوع کرو اور ان کے ارشاد پر عمل کرو۔

آپ کا بدن کمزور تھا۔ اکثر اوقات آپ مریض رہا کرتے تھے۔ پندرہ جمادی الآخرہ بدھ کے دن آپ کو بخار ہوا۔ یہ آپ کا آخری مرض تھا۔ اس مرض میں آپ نے حضرت خواجہ احرار کو خواب میں دیکھا "عنایات بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید"

یعنی آپ نے نوازشیں فرمائیں اور آخر میں حکم دیا کہ کرتا پہن لو۔ یہ بیان کر کے آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا اگر حیات باقی ہے اس پر عمل کروں گا ورنہ کفن بھی کرتا ہے۔

ہفتہ ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۲۰۱ھ حیات دنیویہ کا آخری دن تھا۔ آپ بستر علالت پر تھے، نقاہت نیز کمزوری از حد بڑھ چکی تھی۔ رفیق اعلیٰ سے وصال کا وقت قریب آ گیا تھا۔ یاران طریقت میں سے جو بھی اس وقت حاضر ہوتا تھا آپ ایک لحظہ بہ نظر رحمت اس کو دیکھتے تھے اور پھر بہ اشارہ چشم یا بہ اغماض نظر اس کو رخصت فرماتے تھے۔ آپ کے خلیفۂ اجل خواجہ حسام الدین احمد تشریف لائے۔ آپ محبت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگے وہ آہ و بکا میں نظریں نیچی کئے بیٹھے رہے آپ نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی مبارک انگلیاں ڈالیں۔ خاصی دیر یہی کیفیت رہی اور پھر اپنا دست مبارک ان کے سر اور چہرہ پر پھیرا۔ وفات شریف سے دو تین گھڑی پہلے آپ نے ذکر اسم ذات بطریق جہر شروع کیا، یہ مبارک نام آپ کے لب پر تھا کہ آپ نے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ کی صدائے شیریں سنی اور بصد شوق جان شیریں جاں آفریں کے سپرد کر کے فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي سے مشرف ہوئے

کہ گفت کہ آں مایۂ امید بمرد ؎ کہ گفت کہ آں دولتِ جاوید بمرد
آں دشمنِ خورشید برآمد بربام ؎ پوشید دو چشم و گفت خورشید بمرد

ابھی دن کا کچھ حصہ باقی تھا جو یہ واقعہ عظیمہ رونما ہوا مولانا ہاشم کشمی نے سال وفات "بحر حقیقت بود" سے نکالا ہے۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَرَضِيَ عَنْهُ وَحَشَرَهُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا۔

آپ نے اپنے بعد ورثا میں والدہ ماجدہ اور دو زوجات طیبات اور دو خورد سال فرزند جن کی ولادت ۱۰۱۰ھ کو ہوئی تھی ایک خواجہ عبیداللہ معروف بہ خواجہ کلاں متولد اول ماہ ربیع الاول اور دوسرے خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ خواجہ خورد متولد ششم

رجب چھوڑے۔ اور میراث میں از متاع دنیویہ ایک گھوڑا۔ ایک فرش چند کتابیں اور ایک روپیہ (ملفوظات قلمی ص۲۲۶) اس طرح آپ نے کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ کی عملی مثال قائم کی لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّاٰنٍ۔

**تصنیفات** آپ کے مختصر رسائل ہیں۔ نماز حقیقی و صوری اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعوذ و بسم اللہ و سورۂ فاتحہ و سورۂ والشمس و سورۂ اخلاص و سورۂ فلق و سورۂ ناس و آیت ھو معکم و آیت اینما تولوا و ترجمہ دعائے قنوت و رسالہ ناتمام در سلوک جو رقعات ہیں ۶۲ ہے اور شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار اس کے علاوہ آپ کا منظوم کلام ہے جو بہت ہی لطیف و شیریں درد آمیز ہے۔ دو مثنویاں ہیں اور دو تواریخ تولد برخورداران۔ ایک ساقی نامہ در رسالہ پیران طریقت اور کچھ رباعیاں اور فرد۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوز درون کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

صحرا نشیں ز سیل ہمہ کن کہ آستیں — ترمیکنم بگریہ و افسردہ می روم
آں گلبنم بباغ تو کز یک نسیم لطف — نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

آپ نے شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار میں توحید وجودی کے اسرار بیان فرمائے ہیں۔ یہ شرح آپ نے ۱۱۰۰ھ میں تحریر فرمائی ہے۔ جامع ملفوظات نے اس سلسلہ میں لکھا ہے "بجہت رعایت ظاہر شریعت ازیں تصنیف خود کہ سخن وحدت وجود در انجا بخوب ترین تدقیقات مبین است ناراضی بودند و میفرمودند کہ ما ایں تصنیف خوب واقع نہ شدہ و میفرمودند کہ محقق شد کہ مرا تے توحید را ہے است وسیع و راہ توحید نسبت بآں شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست (ص۹۷ قلمی) یعنی ظاہر شریعت کی رعایت کی وجہ سے آپ اپنی اس تالیف سے جس میں وحدت وجود کے دقیق مسائل اچھے پیرایہ سے بیان کئے گئے ہیں خوش نہ تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تالیف لکھ کر میں نے خوب نہیں کیا ہے۔

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ محقق یعنی ثابت ہو گیا ہے کہ اس مسلکِ توحید کے بعد ایک اور فراخ شاہ راہ ہے۔ اس شاہراہ کے مقابلہ میں توحید وجودی کا راستہ ایک تنگ کوچہ سے زائد نہیں۔" حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ کی بعض رباعیوں کی شرح لکھی ہے۔ اس کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ "مؤید این معنی است آنچہ فضائل پناہی شیخ عبدالحق کہ از مخلصان حضرت خواجہ ما است نقل کرد کہ حضرت خواجہ قبل ایام رحلت میفرمودند کہ مارا بیقین یقین معلوم شدہ است کہ توحید وجودی کوچہ تنگ است شاہراہ دیگر است۔" یعنی اس بیان کی تائید فضائل پناہی شیخ [illegible] محدث دہلوی) جو ہمارے حضرت خواجہ کے مخلصین میں سے ہیں کے قول سے ہوتی ہے [illegible] حضرت خواجہ نے ایام ارتحال سے پہلے فرمایا کہ مجھ کو پوری طرح یقین ہو گیا ہے کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے شاہراہ اور ہے۔

**آپ کا نسب** — [illegible] نے اس سلسلہ میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ حضرات نقشبندیہ کا [illegible] آپ کے حالات ہیں۔ ان عاجز کے پاس نہیں۔ البتہ [illegible] ترجمہ جناب احمد حسین خان امروہوی حیدرآبادی نے [illegible] سید لکھا ہے اور پھر صفحہ ۲۱۵ پر آپ کے پدر [illegible] کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی علاء [illegible] جناب احمد حسین خان صاحب کو خیال ہوا ہے [illegible] ہو گا۔ اس لئے آپ نے قریشی کا اضافہ [illegible] حضرت شاہ غلام علی نے ۱۲۳۹ھ کو جواہر علویہ [illegible] الاصلاح کابلی المولد [illegible] جد مادری حضرت خواجہ احمد [illegible] آپ کابل میں ہوئی ہے۔ آپ

خلج تھے اور والدہ کی جانب سے حضرت شیخ عمر باغستانی کی اولاد ہیں جو کہ حضرت خواجہ احرار کے نانا تھے" ص۴۴ قلمی۔ زبدۃ المقامات میں آپ کی والدہ مبارکہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔" "مخفی نماند کہ والدہ ماجدۂ آنحضرت از دودمان سیادت بود" ص۱۳ قلمی۔ یعنی آپ کی والدہ ماجدہ سادات میں تھیں، حضرات القدس کے ترجمہ میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ شیخ عمر باغستانی کی اولاد میں سے تھیں اور نانی صاحبہ سادات میں تھیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ معروف بخواجہ کلاں کا ایک رسالہ مبلغ الرجال ہے اس میں لکھا ہے " گوید بندۂ سرافگندۂ شرمندۂ ازکردار تباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجۂ آفاق سبطِ آل النبی۔ الخ۔ اس عبارت میں آپ نے اپنے والد ماجد کو آل نبی کا نواسہ لکھا ہے۔ اس عبارت سے زبدۃ المقامات کی عبارت کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات میں تھیں۔ مبلغ الرجال کی عبارت سے بعض افراد کو خیال ہو گیا کہ آپ سیّد ہیں۔ اگر آپ سیّد ہوتے تو خواجۂ کلاں آپ کو آلِ نبی تحریر کرتے۔ آل نبی کے نواسہ کے کیا معنی ــــ ؟

چونکہ آپ کے مزار پُر انوار کے متولی صاحبان اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنے کو سیّد کہتے ہیں اس لئے جناب احمد حسین خاں صاحب نے حضرات القدس کے ترجمہ میں سیّد کا اضافہ کر دیا ہے۔

آپ نے خود بھی اپنے نسب کے متعلق ترک لکھا ہے آپ نے خواجۂ خورد کی تاریخ ولادت میں کہا ہے ؎

گل شکرے بو العجبے دست داد شکر ہندی و گلِ تُرک زاد

یعنی یہ فرزند ایسا گلقند ہے کہ قند ہندی ہے اور پھول ترکی ہے۔

خلج کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ یہ ترک نسل کی ایک شاخ ہے۔ حضرت نے بھی گلِ ترک زاد فرما کر خلج کو ترک قرار دیا ہے۔ سردار فیض محمد خاں زکریا محمد زائی کابلی نے اس عاجز سے کہا ہے کہ ان کی تحقیق کی رو سے خلج افغان قوم کی شاخ ہے سردار صاحب نے

اس سلسلہ میں ایک مضمون لکھا ہے جو فرانس کے کسی مجلہ میں چھپا ہے۔

---

(۱) خلجیوں کے نسب کے بارے میں قدیم مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ نظام الدین احمد بخشی (المتوفی ۱۰۰۳ھ) نے اپنی کتاب طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ یہ لوگ چنگیز خاں کے داماد قالج خان کی نسل سے ہیں۔ اس نسبت سے قالجی کہلاتے تھے۔ الف کثرتِ استعمال سے گر گیا اور ق۔ خ سے بدل گیا۔ اس طرح قالجی، خلجی ہو گیا۔ (طبقات اکبری ص۱۱۱) صاحب طبقاتِ اکبری کے اس بیان کی توثیق ان تاریخی حقائق سے بھی ہوتی ہے کہ جلال الدین خلجی اور علاء الدین خلجی جو ہندوستان میں خلجیوں کی حکومت کے بانی تھے۔ نسلِ چنگیزی سے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ الغوخان چنگیز خاں کا نواسہ، جلال الدین خلجی کا حقیقی داماد تھا اور یہ چار ہزار مردوں اور عورتوں کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو کر ہندوستان میں سکونت پذیر ہو گیا تھا علاء الدین خلجی کے بیٹوں کے نام بھی خضر خاں۔ شادی خان اور مبارک خان تھے، جس سے خلجیوں کا باعتبار نسب "چنگیزی" ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

تاہم صاحبِ طبقات۔ نے سلجوق نامہ کے حوالہ سے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے جس کی بنیاد پر خلجی، ترک قرار پاتے ہیں۔

فخر مدبر۔ ابنِ حوقل صاحبِ حدود العالم اور بارتولڈ (BARTOLED) وغیرہ کی رائے بھی یہی ہے کہ خلجی اصلاً ترک تھے اور افغانستان کے ایک علاقہ میں جو "خلج" کے نام سے موسوم تھا، آباد تھے۔

مؤلفِ حضرات القدس اور صاحبِ جواہرِ علویہ کے بیان کے مطابق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو خلج یا خلجی مانا جائے تو مذکورۂ بالا دوسری روایت سے حضرت کے ترک نژاد ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور یہی حقیقت حضرت زید صاحب نے خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ باقی کے نسب کے متعلق ظاہر فرمائی ہے۔ حیرت کاظمی

حضرت کا مزارِ پُرانوار دہلی (شاہجہاں آباد) کی فصیل (اب صرف نقشوں میں اس کا وجود ہے) کے باہر جہت غرب لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ قدرے مائل بہ جنوب قطب روڈ پر واقع ہے جو کہ شمالاً جنوباً ہے۔ قطب روڈ سے عیدگاہ کو غرباً ایک راستہ گیا ہے۔ اس کا نام عیدگاہ روڈ ہے۔ جہاں سے عیدگاہ روڈ نکلی ہے اس سے مقام اتصال کے جنوبی کونہ پر قبرستان واقع ہے۔ یہ پہاڑی کا قبرستان ہے۔ آپ یہاں آرام فرما رہے ہیں۔ مزارِ پُرانوار کی چار دیواری کی شرقی جہت میں آپ کی والدۂ ماجدہ کی قبر ہے۔ مزار شریف کے جہت شمال مسجد شریف کا صحن ہے۔ آپ کے جوار میں ہزارہا بندگانِ خدا راحت کی نیند (نَم کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ) سو رہے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اس عاجز کے جد امجد حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہٗ نے آپ کے وصال کی تاریخ اس طرح پر کہی ہے۔

| | |
|---|---|
| مصدرِ فیض خواجہ باقی | قبلۂ دین و کعبۂ ارشاد |
| داشت خلوت در انجمن دائم | با خدا او ز ما سوی آزاد |
| چوں برفتہ ز عالمِ فانی | گشت از رفتنش جہاں برباد |
| صد ہزاراں بہ ہر زماں ہر دم | رحمتِ حق بہ روحِ پاکش باد |

سالِ وصلش عمر چُنیں گفتہ

جنت عدن را بکرد آباد

۱۰ ھ ۱۲

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ وَصَلَّی اللہُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

جمعہ ۸ شوال ۱۳۸۹ھ — زید ابوالحسن فاروقی

۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء — بارگاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ چتلی قبر۔ دہلی ۶

# رباعی

قطبی کہ ز رازش انفسی آفاقی است
نیم نظرش ہزار دل را ساقی است
ہاشم ز مدیحش چہ بگویم ایں بس
کاں جملہ چو نام خویش باحق باقی است

(از خواجہ ہاشم کشمی مصنف زبدۃ المقامات)

# رُباعی

"باقی" کہ ازو مُردہ بصد جاں برسد
مُفلس ز درش بگنجِ پنہاں برسد
نقاشِ ازل بکاخِ ہستِ آوردش
کایں خانہ بزیبِ نقشبنداں برسد

(از صاحبِ زبدۃ المقامات)

این سلسلہ از طلائی ناب است
وین خانہ تمام آفتاب است

# دربیانِ احوالِ بدایت ونہایت

حضرتِ خواجہ قدس سرہ تا ایام سکونت ایشان
بفیروزآباد دہلی وتوجہ بارشاد وہدایت طالبانِ معنوی

(اززبدۃ المقامات)

# رباعی

برخامہ بنازم کہ اشارات نوشت
زآغاز و توسط و نہایات نوشت
بنوشت کتاب را و تاریخ کتاب
بر دل ہمہ "زبدۃ المقامات" نوشت

۱۰۳۷ ھ

(مصنف زبدۃ المقامات)

٥

"والدِ بزرگوارِ حضرت خواجۂ ما قاضی عبدالسلام است کہ از اربابِ فضل وصفا بود و از نرمیٔ دل ہموارہ مصداق قلیلکو کثیرا۔ ولادتِ حضرت خواجۂ ما قدس سرہٗ در بلدۂ کابل بظہور پیوستہ فی حادی و سنہ احدی واثنی وسبعین وتسعماۃ۔ در روزگار صبی سیمای بزرگی از جبہۂ اطوار ایشان پیدا بود وجمالِ آثار ہمت ارجمند وتفرید بلند از آئینۂ کاروبار ایشان جلوہ گاہ۔ دران ایام روز تمام در گوشہ خزیدہ سر بجیب بیابانِ خموشی میکشیدہ اند۔ در تحصیلِ علوم رسمی شاگردیٔ مجمع علوم ودانائی مولانا صادق حلوائی کہ از علمائی اعلام آن ایام بود، اختیار نمودہ برفاقت مولانا از کابل بہ ماوراء النہر شدہ اند و باندک روزگار از سمو فطرت بدرس آن علامہ ایشان رابین الاقران امتیازی پدید آمدہ واز فضائل بہرہ در تمام روزی گشتہ۔ اگرچہ از تحصیل علومِ صوری بقیہ ماندہ بود کہ بسلوک این راہ در آمدہ اند ...... لیکن از ذکائی فطرت وصفائی نسبت دانش ایشان پایۂ بلند داشتہ چنانکہ یکی از صافی دلانِ صادق القول گفت روزی خادمانِ حضرت خواجہ در بدایت ترک تحصیلِ علوم رسمیہ وآغاز ہجوم جذبات الٰہیہ بہ محفل یکے از فاضل در آمدند۔ تقریبی را آن فاضل گفت اگر خدمتِ خواجہ روزی چند دیگر بر سر مطالعۂ علوم بودندی تا مولویت ایشان بکمال واکمال رسیدی، چہ زیبا بودی۔ حضرت خواجہ فرمودند مراد از کمال مولویت آنست کہ کتبِ متداولہ مشکلہ را چنانکہ حق آن باشد توان مطالعہ وافادہ نمود بلا دعوی گفتہ می آید کہ ہر کتابی کہ حل آن حدید البصر دانند درمیان آرند۔ امید کہ تشفیٔ تمام حاصل آید۔ فاضلی از تلامذۂ مولانا صادق باین فقیہ گفت

چون بسمع ما آشنایان رسید که خواجه از تحصیل علوم بدرویشی رغبت نموده اند، باہم می گفتیم کہ ما ازین جوان فطرتی وہمتی دیده ایم کہ نتواند بود کہ او بکاری قدم نہد و آنرا بانجام نہ رسانہ، آخر چنان شد کہ گمان بُرده بودیم۔ بالجملہ حضرت خواجہ را ہم در اوقات تحصیل علوم کہ رمزگار ربنائی بود جوش مناسبت این راہ گاه بصحبت باریافتگان محفل لی مع اللہ میرسانید تا آنکہ در بلاد ماوراء النہر کہ معدن این طائفہ عزیز الوجود است بسیاری از کبار مشائخ آن عہد را دریافتہ نزد بعضی بعد درس توبہ وانابت نیز ہم آغوش گردیدند کما ہیجی بیانہ منقولا عن کلامہ الشریف ہمدران وقت و زمان گذر ایشان بہندوستان فتاد بعض اقران ایشان راکہ دران دیار اصحاب جاه بودند خیر خواہی صوری بران داشت کہ ایشان نیز در زمرۂ ارباب عسکر بوده از امتعۂ دنیاویہ تونگر باشند اما از آنجا کہ روزئ ایشان دولت دین و تونگری متاع یقین بود سعی آنان بجائی نرسید۔ سلطان جذبات الہیہ در کنف خلقت خویش بگرفت تا بہ دبجائے کہ برد۔ چون جلوۂ تقدیر ہمی خواست کہ نخست تعلقات کثیرۂ ایشان را بیک تعلق باز آرد و از قنطرۂ آن یک تعلق مجاز بام حقیقت برآرد، نخست دل نازنین ایشانرا بیکی از دلبران صوری گرفتاری فراپیش آمد و پس از روزی چند میان ایشان و آن محبوب صوری ضروری بوقوع پیوست۔ ع

کان خال بجز دانہ این دام نبود

دہم مقارن آن اوقات آلام مفارقت بعض کتب ارباب محبت و معرفت بنظر ایشان در آمد۔ بتائید آن لشکر الہی شوق حصول احوال این طائفہ گریبان دل ایشان بگرفت۔ درویشی باین

درایش گفت از زبان دُرفشانِ ایشان که فرمودند بر سرِ مطالعۀ کتابی از کتب اکابر بودیم که بر ما تجلی نمودند و ما را از ما بربودند. کششهای روحانیت منبر که حضرت خواجۀ بزرگ بهاء الحق والملة والدین قدس سرهٗ به تلقین ذکر و القا و جذبات نواخت. آستین همت بر همه افشانده تشمیر دامنِ طلب نموده بهمگی در سراغِ اربابِ این معنی در آمدند. درویشی از مصاحبان ایشان که از حاضرانِ وقت بود، گفت چندان از فرطِ طلب این راه در جستجوی سالکان و مجذوبان تکاپوی فرمودندی که زیاده بران از قوتِ بشری متصور نباشد. در بلدۀ لاهور در ایام برشکال که از غلبۀ لای و گل طی کوچهاش بس مشکل می بود با همه نازکی تن چندین گذرها و کویها و خرابها و گورستانها و بیابانها و سرِ بتانها را بقصد صاحبدلان قطع می فرمودند. ناقل گفت من نیز روزی برعایت آشنائی ها خواستم دران سیر و تردد رفیق ایشان باشم. هر چند بمنع کوشیدند باز نماندم چون کوچۀ چند در قدم ایشان پیموده آمد از بسیاری گل و لای مرا ماندگی و درد پائی در گرفت. حیا دامن زبانِ مرا از عرض نگاهداشتم. ایشان بر این معنی آگاه گردیده مرا بازگردانیدند. پس دانستم که ایشان بقوت پای دیگر درین پویش اند، قطع این راه بجز پای جنون نتوان کرد.
دیگری از آشنایانِ ایشان گفت دران اوقات در حوالی یکی از بوستانها و گورستانهای بلدۀ مذکور مجذوبی بود خداوند احوالِ شگرف. حضرت خواجه از کار او آگاه شده همواره پیرامون او می شدند و هرگاه حضرت خواجه را دیدی جز دشنام نپرداختی دگاه بودی که بر ایشان سنگها بینداختی و گاه از ایشان گریزان نموده

جای دیگر شتافتی اما آنحضرت از رسوخِ طلب با این همہ تنفر و توحش
از دے روکے برنتافتندے ع

سنگہا دید و دل از شیشۂ می روی نتافت

و تا روزی عرق مہربانی آن دیوانۂ بحقیقت فرزانہ دریا تہنر از آمدہ
ایشانرا نزد خویش بخوانند و نظرہا و دعاہا در حصولِ مراد ایشان بظہور
رسانید۔ و از نظر و دعای او ایشانرا فوائد لبیار و عجیب نصیب
روزگار آمد، بدین تقریب بزبانِ مبارک راندہ اند اگرچہ باریاضات
شاقہ چنانکہ بعضی اہل اللہ کشیدہ نکشیدہ ایم لیکن انتظارہا
و قلق ہای عظیم دیدہ ایم کہ ریاضتہای و سختیہای شگرف را
متضمن بود و نیز فرمودند دران ایام حضرت والدۂ ماجدہ چون
کثرتِ بیقراری و بیداری و غلبۂ ناتوانی و نزاری مارا میدیدند بغایت
شکستہ دل و آزردہ خاطر گردیدہ روی عجز و نیاز بدرگاہ بی نیاز
آوردہ بگریہ و نالہ تمام می گفتند "خداوندا مرادِ فرزندم و کہ در طلبِ
نوازہمہ بگسستہ و از لذاتِ جوانی دست شستہ، بر آوردہ گردان یا
مرا زندہ مگذار کہ طاقتِ مشاہدۂ این ناکامی و بی آرامی او ندارم"۔
و بسا بودی کہ در میانِ شبہا و سحرہا مناجاتی چنین بحضرت برآرندۂ
حاجات نمی آوردند۔ ندان دعا و التماس ایشان مراکشایشہا روزی
گردید جزاہا اللہ عنا خیر الجزا۔ مخفی نماند کہ والدۂ ماجدۂ آنحضرت از دودمانِ
سیادت بود و از قانتاتِ نساء و ہموارہ بدین درگاہ تمام نیاز و شکستگی و
التجا و ہمیشہ مشغولِ خدمت و تفقد فقرا بعضی از ثقاتِ اصحاب
خواجۂ ما قدس سرہٗ نقل کردند کہ باوجود تعدد کنیزان خدماتِ درویشان

آستان ایشان را والدهٔ آنحضرت خود می کردند تا بجای که هم خودنان در تنور می بستند و بر می گرفتند و دیگ بر می گذاشتند و فرود می آوردند و بسیار بوده که طعام را بتمام تقسیم فرموده خود بلقمهٔ از نان خشک قناعت می نمودند و اکثر بر حصیر پارهٔ اضطجاع می فرمودند۔

روزی حضرت خواجه قدس سرہٗ بملاحظهٔ ضعف و ناتوانی ایشان فرموده باشند که متکفل امر طبخ دیگری گردد۔ آن ام الفقرا از ین معنی چندگاه بگریه و زاری در آمده می فرموده اند۔ ندانم از من کدام جرمیه بوجود آمد که حق سبحانهٗ و تعالےٰ مرا ازین خدمت محروم گردانید زیرا که کاری که ازین فقیره می آمد این بود که برای حضرت ایشان و خادمان ایشان طعامی می پخت آنرا هم از من باز گرفتند و از غایت انکسار و رعایت ادب باظهار این معنی هم نیارستند تا آنکه این اضطراب ایشان بحضرت خواجه قدس سرہٗ رسید۔ ایشان آن امر را بهمچنان که بود بآن ولیهٔ زمان باز گذاشتند رحمها اللہ تعالیٰ۔ بالجمله حضرت خواجهٔ ما در جستجوی سالکان و مجذوبان سعی بالظهور رسانیده و بسیار پاک دلان را در بلاد یافته بهره ور گردانیدند۔ در رشحات صحبت یکی از عظمای مشائخ سلسله رسیده خواسته اند که اخذ طریقت دہی نمایند و بتفصیل سلوک فرمایند استخاره نموده اند۔ حضرت خواجه محمد پارسا قدس سرہ العزیز ظاهر شده فرموده اند حاصل سلوک بتفصیل آنست که تهذیب اخلاق حاصل گردد۔ چون این دولت میسر آمده بتفصیل سلوک نمودن تحصیل حاصل است۔ و آنحضرت قدس سرہٗ خود از بدایت حالِ خویش چنین برنگاشته اند که ابتدای

توبہ از خاصی در ملازمتِ خدمتِ خواجہ عبید کردہ شد لیکن خیال
رجوع وعزم ترک در باطن بود. التماسِ فاتحہ در ظاہر. ایشان از
خلفائی مولانا لطف اللہ بودند و مولانا لطف اللہ خلیفۂ مولانا خواجگی
دھبیدی علیہ الرحمۃ. چوں توفیق استقامت نیافت بار دیگر توبہ در
ملازمتِ بندگانِ افتخار شیخ کہ در سمرقند تشریف داشتند و از کبار
خانوادۂ حضرت خواجہ احمد یسوی بودند، کردہ شد. اگرچہ جناب ایشان رضا
نداشتند و میفرمودند کہ شما جوان اید. لیکن چون عزیمتِ فقیر مصمم
بود بضرورت فاتحہ خواندند و فرمودند، خدا استقامت بدہد موافق
نفرس آن بزرگواران عزیمت. برہم خورد و خرابی عجیب روی داد.
بار دیگر بے صنع و اختیار فقیر در بندگی حضرت امیر عبداللہ بلخی مدظلہ تجدید
توبہ بظہور رسید. مقرون بمصافحہ آن نعمتی بود غیر مترقب. امید کہ
برکاتِ آن مواہب الی یوم القیام بماند. القصہ چندگاہ دیگر در
مقام نگاہداشت حدود بود یا ز تا ثیر اسم المضل آن سدِ راہ شکست
عاقبت بہدایت سمدیت در خواب بشرفِ ملازمت خواجۂ بزرگ
خواجہ بہاء الحق والدین صورت توبہ منعقد شد و میل طریقۂ اہل اللہ بظہور رسید بحکم
الغریق یتعلق بکل حشیش بہر طرف دستی می انداخت عاقبت بعضی از
مخادیم فرمودند ذکری کہ مُعنعَن با نحضرت رسالت میرسد نتیجہ منداست.
تعطش براں داشت کہ از ہمان عزیز طریق ذکر و مراقبہ اخذ کردہ شود و مدتی
دو سال براں ذکر و مراقبہ داورادِ سلسلہ آن عزیز مداومت نمودہ شد،
شنیدہ شدہ بود تا سالک مدتی قریب بچہل سال میدان لا الٰہ قطع نکند
بمنزل الا اللہ نخواہد رسید، سادہ لوحیہا بران میداشت کہ مرورِ زمان

را در ذکر غنیمت شمارد و بہمان صورتِ عبادت قناعت نماید۔ ہر چند
درین میان اشاراتِ غیبیہ در سلوکِ طریقۂ دیگر ظہور میکرد، قدم استوار
را از جا بر نمی داشت و در زمینِ کرم بزرگواران این طبقہ تخم وفیہا ما تشتہیہ
الانفس می کاشت انشاء اللہ العزیز عاقبت دستِ کرم آن تخم را از
جویبارِ ما لا عین رائت ولا اذن سمعت سیراب گرداند بالآخر بکشمیر رسیدہ
شد و بملازمت حضرت شیخ بابائے والی قدس اللہ سرہٗ العالی اتفاق
افتاد و از برکاتِ نظرش بہرہ مند شدہ الحمد للہ والمنۃ کہ آن نظرات
نیز نتیج باب قبول آمد۔ چون حضرت شیخ از سلسلۂ علیہ نقشبندیہ نیز
مجاز بودند و استعداد طالب متوجہ آستان آن بزرگوار نفحاتِ
ربانیہ از دریچۂ ہمان خانوادۂ اقبال فرمودند بعد از انتقال آنحضرت
بدار القرار عنایتِ معہودہ حضرات خواجہا جلوہ گر شد و ارواح طیباتِ
ایشان در مبشرات نمودان گرفتند و تلقینات فرمودند و بہمین توجہ
ایشان آن نسبت را ترقی پیدا شد و دائرۂ عنایت وسعتی پیدا کردہ
دراہ روشن شدہ۔ فی الجملہ جمعیتی دست داد تا آنکہ بجذبہ عنایتِ ایشان
بخدمتِ مخدومی حقائق پناہی ارشاد دستگاہی حضرت مولانا خواجگی
امکنگی قدس اللہ سرہٗ العزیز رسیدہ شد و بطوع و رغبت خود بیعت
و مصافحہ بدست آوردہ طریقۂ خواجگان اخذ کردہ شد و بطفیل ملازمت
آنحضرت و ارواح طیبہ خواجہ نقشبند و خلفائی ایشان در سلک فتاد
گانِ این راہ و نیازمندانِ این درگاہ در آمدہ شد اللہم احینی مسکینا و
امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین والسلام علی من اتبع الہدیٰ
انتہی کلام مرا شریف۔

از نحوای این نمیقہ دُرافشان در بیانِ بدایت احوال ایشان کہ ما بانکی ازان لب کشودیم وکذلک از مضمونِ ابیاتِ شریفہ ایشان

شنیدم کاشفِ رازِ نہانی | ابوالقاسم چراغِ گُرگانی
کہ بودی وردِ جان نامِ اویسش | کہ باشد شربی از جامِ اویسش
کیم من کین ہوس گیرد دماغم | بیابد نورِ این سودا چراغم
زبانم زین تلفظ گرچہ بد است | سرِ من بخواست عبدِ این کمند است

چنان مستفاد گردیدہ کہ حضرت خواجہ ما اویسی بودند و تربیت از روحانیت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت خواجہ بزرگ بہار الحق والدین وخلفای ایشان رضی اللہ عنہم یافتہ و بنظرات عنایاتِ آن بزرگواران کار را بانجام رسانیدہ، بعد از حصولِ کمال چون از پیرِ ظاہر نیز چارہ نیست بماوراء النہر رفتہ از خدمتِ مولانا خواجگی مجاز گشتہ اند. یکی از صاحبدلانِ صادق القول کہ آن وقت حاضر بودہ باین حقیر گفت روزی پیش از انکہ حضرت خواجہ از ہندوستان بہ ماوراء النہر شوند، در لاہور بمسجد برای ادای نمازِ فرض از فرائض خمسہ در آمدند در اثنای نماز ناگاہ از سینہ بے کینہ ایشان آوازی مہیب ظاہر شد چنانکہ اہل صفِ نماز را از آن حیرتہا روی داد. بعد از ادای تسلیمتین حضرت خواجہ بہ تعجیل ہرچہ تمام تر از مسجد بیرون رفتند، ازان پس دو سہ تن از نزدیکان را فراہم آوردہ در منزل خود ادای جماعہ می فرمودند والیضاً ہمان عزیز حکایت کرد کہ من نیز ازان مقتدیانِ مخصوصِ آن مقتدای انام بودم. روزی در میانِ نماز دیدم کہ حضرت خواجہ را روی لبوی

قبلہ است وبسوئی ما وبرما نیز می نگرند از مشاہدۂ این حالت بر من رعشہ افتاد وتا بہ لرزش وپیچش تمام نماز را بہ آخر رسانیدم وانچہ دیدہ بودم معروض داشتم تبسم نمودند واز افشای آن مرا منع فرمودند

راقم این حروف عفی اللہ عنہ گوید این دو معاملۂ مذکورہ دو شاہد عدل اند بکمالِ مناسبت وتبعیت ایشان بحضرتِ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، چہ ازان حضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ مرویست کہ در نماز جوشِ سینۂ انور شان تا میلی میرفتی ونیز از خصائصِ آنحضرت است کہ ہموارہ از قفا چنان می دیدہ اند کہ از پیش، لیکن حضرت سید الانبیاء را ہمہ وقت وفور این معنی حاصل بودہ واین بزرگ امت اورا از غایت اتباعِ آن سرور اگر در نماز کہ معراجِ مومن است وقتی از اوقات این دولت روی دادہ محال نبود کہ بزرگان گفتہ اند تابع کامل را از ہمہ چیزِ متبوع پرتوی ونصیبی است۔"

باوجود حصولِ این حالات وکمالات ورجوعِ طلاب بآستان ایشان حضرت خواجہ از یمن ہمتِ عالی وتفریدِ والا بر سرِ مشیخت وتعلیم طریقت نیامدند، وبسیرِ ماورار النہر وبلخ وبدخشان شدند تا عزیزان را کہ ازین سلسلۂ بزرگ ودیگر سلاسل دران دیار بر مسند ارشاد واکمال بودند دریافتہ از فوائد زائد مستفیض گردیدہ تصحیح احوالِ حاصلہ فرمایند۔ دران سیر بصحبت مولانا شیر خانی قدس سرہٗ نیز رسیدہ، برخی از احوالات حاصلہ را بسمعِ ایشان رسانیدہ، از مولانا تحسینہا دیدہ اند چنانکہ در بیانِ مولانا تفصیلِ آن بکتابِ نسمات القدس ذکر خواہد یافت واز انجا متوجہ سمرقند

شدند و از راہ لبسوی بعض دوستان بہندوستان مکتوبی بزنگاشته اند
کہ آن در مکتوباتِ شریفۂ ایشان مسطور است و اوّلش این بیت است ؎

من از محیطِ محبت نشان ہمی دیدم
کہ استخوانِ عزیزان بساحل افتاد است

در اثنای آنکہ متوجہ بلدی از بلادِ ما وراء النہر بودہ اند حضرت مولانای
اعظم خواجگی امکنگی در واقعہ برایشان ظاہر شدہ اند، فرمودہ ای
فرزند! چشم ما بر راہِ شما ست؛ حضرت خواجہ را وقت بغایت خوش
گشتہ و این بیت خود را آنجا فرمودند یا آنجا برزبان راندند ؎

می گذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمین
عالم آشوب نگاہی سرِ راہم بگرفت

چہ حضرت مولانای متبرک بزرگواری در آن وقت و دیار از کبارِ مشائخ
این سلسلۂ علیہ نقشبندیہ بودہ اند، و بر طریقۂ خاصۂ خواجۂ بزرگ
چون کوہ مستقیم و نسبتِ ایشان بہ دو واسطہ بحضرت خواجۂ احراری
رسید چہ ارادتِ ایشان بوالد ماجد ایشان مولانا درویش محمد امکنگی
بودہ و ایشان را ارادت بخالِ ذوالاحوال خود مولانا محمد زاہدؒ
وخشواری و ایشان را بحضرت قطب الاخیار خواجہ احرار رحمہم اللہ
و چون امید است کہ عنقریب احوالِ این اکابر و خلفای آنہا در کتابِ "نسمات
القدس" بعون اللہ تعالیٰ بتفصیل مرقوم گردد اینجا بہمین مقدار اکتفا نمودہ آمد۔
بالجملہ چون حضرت خواجۂ ما قدس سرہٗ بخدمت مولانای مذکور رسیدہ اند نہایت
عنایات و رعایات مبذول داشتہ اند حضرت مولانا بعد از استماع احوال بلند ایشان سہ شبانہ
روز ایشان را در خلوت با ایشان صحبت داشتہ اند و بر بعضی زوائدِ فوائد اطلاع دادہ

فرمودند کہ کار شما بعنایتِ اللہ سبحانہ و بہ تربیت روحانیتِ اکابرِ این سلسلۂ علیہ بانجام رسیدہ، شما را باید باز بہندوستان روید کہ این سلسلۂ علیہ را آنجا از شما رونقی تمام پدید آید و مستفیدانِ عالی مقدار اسجار زمین تربیتِ شما بروی کار آیند۔ خواجۂ ما ہر چند از راہِ انکسار و دیدِ قصور احوال عذرہا در میان نہادہ اند حضرت مولانا از الحاح باز نماندند و در راہِ استخارہ نیز موافق فرمودۂ مولانا کشودہ عزیزی از اقربای حضرت مولانا کہ از حاضرانِ آنوقت بودہ گفت چون بعض یارانِ قدیم الخدمت صاحب النسبت حضرت مولانا شنودند کہ حضرت مولانا خواجہ را در این چند روزہ صحبت خلافت و اجازتِ کاملہ دادہ رخصتِ کشورِ ہندوستان فرمودند از غیرت بشوریدند و چون خبر شورش آنان بحضرت مولانا رسید، فرمودند کہ یاران ندانستہ اند کہ کار این جوان را تمام کردہ نزدِ ما فرستادند جز این نبود کہ نزدِ ما تصحیح احوال خود نمود فلاجرم ہر کہ چنان آید چنین رود پس حضرت خواجۂ ما زلال آسا بطالع لب تشنگانِ بیابانِ ہندوستان متوجہ آن کشادہ بوستان گردیدند زبانِ حال مضمونِ این مقال را مترنم گشت ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند　　　　زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

چون بہ ہند رسیدند سالے در بلدۂ لاہور ماندند و بسا علماء و فضلائے آن بلدہ شیفتۂ محبت ایشان شدند لیکن از انجا کہ شہر دہلی بقعہ ایست دار الاولیاء و بیت الفقراء آنجا آمدہ در قلعۂ فیروزی کہ سر منزلے است بغایت دلکشا و مشرف بر دریا و مشتمل بر مسجدی در نہایت عظمت و برکت و صفا رسکونت اختیار نمودند و تا زمانِ ارتحال

ازین دارِ پُر ملال بجائے دیگر انتقال نفرمودند فصل دوم در بیان مجملات احوال شریفہ آنحضرت از خشوع وافتقار و تصرفات وافاضات وتحمل وتفرید وتبتل وغیرہا من الصفات الملکیہ والاطوار المرضیہ یا بیان قضیۂ انتقال ایشان ازین دارِ پُر ملال شیوۂ مرضیۂ حضرت خواجۂ ما قدس سرہٗ ہمگی ستر احوال واخفا وخمول وانزوا بودواز غایتِ انکسار ہمیشہ در ید قصورِ احوال و متہم داشتن نیات نصب عین ایشان وجز برائے استمالتِ زائر وجواب سائل آنہم بقدرِ ضرورت تکلم کم می فرمودند مگر آنکہ مسئلہ از مسائل غامضۂ این طائفۂ شریفہ کسے معروض میداشت انگاہ ناچار در تنقیح آن چنانکہ طالب را تشفیٔ تمام حاصل آید سخن میکردند و آنہم از وفور شفقت بود کہ مبادا آنرا کج فہمیدہ کج رود باہمہ حزن باآیندگان درکمال بشاشت تلقی میفرمودند و در انجاح حاجات مباحہ مسلمین خود را از ہر درجہ معاف نمیداشتند در تعظیم سادات وعلماء مبالغہ مے نمودند و در جزوی وکلی عملیات بفقہای متورع رجوع میفرمودند چون طالبی باستان ایشان میرسید از غایتِ انکسار خود را دور ازین کار عظیم وا نمودہ عذرہا میفرمودند اگر آن آیندہ صادق می بود و از خوانِ نوالِ ایشان روزے چند میشد از انکسار ایشان بیشتر بعلو منزلت و کمال ایشان پے می برد و خود را بجذمۂ آن آستان مے سپرد و بزبانِ حال میگفت لمؤلفہ۔

ازین در نداریم روئی گذر  اگرچہ از دو عالم گذر کردہ ایم
بیانِ نمکہائی این میگسار  حوالہ بریشِ جگر کردہ ایم

چون آنحضرت رسوخِ طلب آن طالب میدیدند در آغوش عنایت وکنفِ تربیتش میکشیدند گویند جوانِ خراسانی مدتہا مجاورِ مزارِ فائض

الانوار خواجه قطب الدین بختیار اوشی قدس الله سرّهٗ بود و از روحانیۃ حضرت
خواجه طلب پیر مکمّلی می نمود که در قید حیات اینجانب باشد بعد از رسیدن حضرت
خواجۂ ما بدہلی آن جوان را در واقعه نمودند که بزرگے از طریقہ نقشبند یه
اکنون بشهر رسیده خدمت او را لازم گیر حسب الامر بخدمتِ ایشان رسیده
واقعه را معروض داشته التماس قبول نمود، فرمودند این مسکین خود را شایان
آن نمی بیند دیگرے خواهد بود چون از وفور انکسار عذر بسیار فرمودند آن
برنا بزادیۂ خود بازگشت شب دیگر دید اگفتند آن بزرگ همانست که دی
بخدمتش رسیدی وانکسار او دیدی فرداش آن جوان چنان آمد که دیگر
بازگشت وبعز قبول رسید و دیدانچه دید و بسا بودی که آنحضرت از غایت
انکسار بعضی طلبۂ صادق العقیدۃ ذوالاحوال صاحب صحبت وخدمت خود را
نیز میفرمودند که این بیحاصل شایان انچه گمان برده اید نیست بجاهای دیگر
تردّد نمائید واگر راهنمای بیابید پس این فقیر را نیز اعلام فرمائید تا ما نیز
بخدمت او شتابیم، باشد که زخمِ خود را مرهمی یابیم این فقیر از زبانِ
شریف خواجه حسام الدین احمد سلمه الله علی رؤس المحبین شنودم که
فرمودمرا نیز آنحضرت بعهد تمام چنین فرمودند چون الحاح ایشان
بسیار شد توقف را دراز ادب دانسته متوجه آگره شدم بعد
از رسیدن بآن شهر حیران و سراسیمه بودم که چه چاره سازم
وباخود میگفتم بآستان ایشان رفته معروض دارم که امتثال امر
نمودم چنان کسے که میفرمودند نیافتم درین مین براهی میگذشتم
که از سرائے سرودی دلربای بگوش هوش رسید چون نیک استماع
نمودم قوالان را این بیت شیخ سعید سعدی شیرازی رحمه الله برزبان

بود ے

تو خواہے آستین افشان وخواہی دامن اندر کش    مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی

سماع این بیت دامان برا فگرم زد سراز پا نشناخته بخدمت ایشان رسیدم وگفتم انچه دیدم وشنیدم ہ وقتی دیگر فقیری از لاہور ایشان را در واقعه دیده که ابلق سوار میگذرند وخلایق بسیار در دنبال ایشان ومیگویند این قطب وقتست بعد ازین ہر دیا آن فقیر بعتبه والا رسیده التماس قبول کرد ہمان عذر مذکور سراپا نور در میان آوردند آن بیچاره بمسجد آمده بگریه وافغان وخاطر پریشان در مجمع درویشان درد دل نہاد وگفت ای یاران این چه ناز وگداز است که خواجه بمن نموده است ودلم را ربوده اکنون که ناشاد وخانه برباد آمده ام این میگویند ومیرانند من بیچاره چه کار کنم وکجا روم بنوعی این ماجرا بر زبان آورد که بسیاری از حاضران را استیلائے گریه دامنگیر ہ از ہوش بردو شوری عجیب برخاست تا بگوش حضرت خواجه رسید پرسیدند که چه شور است معروض داشتند ع

گر لب شیرین تو شور نیست در ہر خانه تبسم نمودند وآن درویش را طلبیده به تلقین ذکر وجذبه الٰہی نواختند ے

تا نگرید طفل کی جوشد لبن    تا نگرید ابر کے خندد چمن

طریقه آنحضرت قدس الله سرہ العزیز آن بود که ہر کرا می پذیرفتند نخست توبه اش میدادند واگر عشق ومحبت آن طالب را نجو ر بسیار میدیدند بطریق رابطه ونگاہداشت صورت خود بحقیقت جامعه اش امر میکردند وبسیار کسانیکه دیرانه این احضار ونگاہداشت

صورت شریف پدیدار میگشت خواجه برہان نام از خواجہای وصیدی که از اکابر خود نسبتها و اجازتها یافته بود بخدمت ایشان رسید طلب افاده و افاضه نموده ایشان ویرا به نگاهداشتِ صورتِ خود دلالت نمودند وی در تعجب رفت و با محرمان خود گفت این شغل مناسب حال جمعی است که اول قدم درین راه نهاده باشند مرا ایشان کرم نموده بمراقبهٔ عالیه ازان اشاره نمایند و ستائش گفتند، امتثال امر باید نمود واز فضول احتراز فرمود چون عقیدتش درست بود ناچار به نگاهداشتِ صورتِ مبارک پرداخت دیری نرفته بود که آن صورت او را فرو گرفت و نسبت عظیم بروی استیلا نمود تا غلبهٔ سکرش بجای رسید که باوجود تمکین و کبرسن مقدار دو ذراع از زمین میجست و بهوی خود را بدیوار و اشجار میزد و با آنکه چند تن که از جوانان وی را گرفته بودند قوتشان به نگاهداشتِ او وفا نمیکرد تا دیدا نچه دیدا بیشتر مرطالبانرا که دل لطیفی که مقرر اکابر این سلسله است دلالت می نمودند جمعی را بذکر نفی و اثبات و برخی را بذکر اثبات صرف یعنی ذکر ذات عز شانه وازنهایتِ سریان نسبت آن حضرت قدس سره بسیاران بمجرد دیدن ایشان مجذوب و مغلوب میشدند گویند یکبار خطیب بر منبر بوده که نظر بجمال ایشان کشوده نعره زده از منبر بزیر افتاده شبی از شبهای ماه رمضان حضرت ایشانِ ما قدس سره بدست خادمی به آنحضرت فالوده فرستاده اند چون آن خادم از کوبیانِ ساده لوح بود بدر وازهٔ خاص رسیده وحلقه در زده حضرت خواجه دیگری را بسیار نکرده خود بر آمده اند و ظرف

فالوده را از دست او گرفته فرموده اند نام تو چیست معروضداشته
که بابا فرموده اند چون خادم شیخ احمد مائی بابائی بمجرد مراجعت آن
خادم ویرا جذبهٔ سکر و نسبت فرد گرفته و فریاد کنان و افتان و خیزان
خود را بحضرت ایشانِ ما رسانیده آنحضرت پرسیده اند که حال چیست
بشورش و مستی تمام میگفته که همه جا چه در حجر و چه در شجر و چه در زمین و چه در
آسمان نوری بیرنگ می بغایت و نهایت می بینم که بیان آن نمیتوانم نمود
حضرت ایشانِ ما فرموده اند البته حضرتِ خواجه مقابل این بیچاره شده
اند که از مقابله آن آفتاب پرتوی برین ذره افتاده فرداش بخدمت
خواجه رسانیده اند تبسم فرموده اند سه

بروز حشر شهیدان چو خونبها طلبند تبسمے کن و خاموش کن زبان همه

گویند روزی عسکری بملازمت ایشان آمد ایشان بتقریب طهارت
از مسجد بیرون رفتند خادم این سپاهی بیرون در عنانِ اسپ
گرفته ایستاده بود عین تخنخ واسبرا کثرت نظر کیمیا اثر ایشان بران خادم
افتاده بوده چون بمسجد در آمده اند خبر رسیده که خادمِ آن عسکری را جذبه
ربوده بر خاک افگنده است و میان اسپان چون گوی هر سوی
غلطانست و از قبیل شام تا پاسی از شب همچنان در اضطراب بوده بناگاه
بشوریده و روی ببازار نهاده و همچنان در صحرا بیرون رفته دیگر هیچکس
از وی خبری نیافته سیدی و مرشدی میر محمد نعمان سلمه الله فرمودند
صبیهٔ ما مرضعه داشت بکرات آن مرضعه را ولالت بمریدی حضرت
خواجه کرده یم وی ابا نمود تا روزے آن صبیه را بتقریبی مصحوب آن
مرضعه بملازمت حضرت خواجه فرستاده یم ایشان آن طفل شیرخواره را در کنار

مبارک گرفتہ شفقتہا نمودند آن طفل دستے بمحاسن شریف الیشان بردہ موی از لحیۂ مبارک بدست او بماند فرمودند طفلک میراز ما یادگاری می گیرد دور حدود ہمان ایام انتقال فرمودند و آن موئی مبارک تا امروز تبرّک و یادگار بماندست

مرا از زلف تو موئی پسند است　　فضولے میکنم بوئی پسند است

چون آن مرغ در تجانہ مراجعت نمود ساعتی نرفتہ بود کہ آثار مستی وجذبات برو پچیدن گرفت و وی خود را بران نمیداشت تا آنکہ فریادی سخت بر آورد و بیہوش بیفتاد و از پہلوی چپ او حرکت قلبی چنان غلبہ برداشت کہ ہمہ یاران معائنہ می نمودند بعد از مدتی بہوش آمد پرسیدہ شد کہ چہ بود و چہ دیدی؟ گفت ساعت بساعت حضرت خواجہ بصورت ہیبت عجیب نمودار نظر من میشد تا آنکہ امری مرا از جان ربودہ دیگر نمیدانم کہ چہ شد جز آنکہ دل خود را اللہ گو می یابم، سیدی گفتند بحضرت خواجہ قدس سرہ حال او عرض کردہ شد تبسم نمودند و تعلیم ذکرش فرمودند و آن صالحہ امروز در فیروز آباد از نسار صاحب احوال است و آن صبیۂ سیدی کہ در خانۂ راقم است نیز از ہمین آن نظر خداوند عفت و حضور چنانکہ حضرت الیشان ما اور البسر حلقگے بعض نسار ذاکرات مامور گردانیدہ اند و آئین نازنین حضرت خواجہ از غایت مخلص پروری و شفقت گستری آن بود کہ ہر کرا تعلیم ذکر میفرمودند ہمدران اثنار تعلیم ذکر ہمت و توجہ شریف شامل مآل و حال او میداشتند و راہ لقوش کونیہ بما دراک حقیقت جامعہ ادمی بستند گویا تسمیۂ نقشبندی را بظہور می آوردند تا ہمدران لمحہ زبان دلش بذکر گویا میشد و حضور وجذبہ

وی را در آغوش میگرفت بعضی چون مرغ بسمل بر خاک میغلطیدند و برخی
از خود غائب شده بحیرت میرفتند و بعضی را بمدد آن کیفیت عوالم مثال
یا ارواح یا معانی منکشف میگردید و بروز ها میکشید تا هم نظر تربیت
ایشان بصحو و افاقتش می آورد و مصداق الشیخ یحیی و یمیت بظهور ے
پیوست و این عنایت ایشان بر سبیل تعمیم بود حضرت ایشان ما قدسنا اللہ
بسرہ الاقدس روزی بتقریبی فرمودند شمول و عموم این نعمت یعنی گویا
شدن دل بذکر و حصول جذبہ در بدایت تعلیم مر طالبان این طریقہ را
از الحاقات الازم البرکات حضرت خواجہ ماست قدس سرہ بندہ معروض
داشت کہ مگر سابقا شمول این اکابر نبود فرمودند کہ بود اما بدین تعمیم
در بدایت نبود نیز فرمودند کہ چون سر اختیار این شمول و عموم را از حضرت
خواجہ پرسیدم فرمودند از ان روزگار تا حال در طلب و ہمت اہل ارادت
نقصان و فتور بسیار رفتہ و حوصلہ ہای طلاب راہ تقلیل گرفتہ و فور
شفقت بران داشت کہ بے مجاہدہ و سعی و تردد ایشان شربی رسانیدہ شود
تا پیادگان بادیۂ طلب را مرکبی باشد و برودت شان بحرارت مبدل گردد
چون حضرت ایشان این حکایت باخر رسانیدند آہی برکشیدند و این دعا
بر زبان راندند کہ جزاہ اللہ عن الطالبین خیر الجزاء و ہم حضرت
ایشان طاب ثراہ بتقریب قوت کاملہ پیر بزرگوار خود و را فاضۂ این نسبت
گرامی فرمودند روزی یکی از مخلصان قریب الیشان این خواست کہ در
خدمت ایشان یکے از رسایل شریف ایشان از بہ نیت حصول حضور بگذراند
حضرت خواجہ دو روزے آن رسالہ را بوی درس گفتہ درین اثنا فرمودند
ای فلان نسبت از ان نزدیکتر است کہ آنرا از رسائل توان اخذ نمود و

صفت شفقت و ترحم حضرت خواجہ ما قدس سرہ تا غایتی بود کہ وقتی در لاہور
قحط و عسرت افتادہ بود در ان عسرت حضرت خواجہ دران شہر بودند تا
چندروز نخوردند ہرگاہ طعام نزد ایشان حاضر میکردند میگفتہ اند از
انصاف نباشد کہ یکے در کوچہ از گرسنگی جان میدادہ باشد وما طعام
بخوریم وانچہ حاضر مے بودہ ہمہ را بر گرسنگان میفرستادہ اند وخود
بقوتِ روحانی کہ میراث ایت عند ربی است میگذرانندہ چون از لاہور
متوجہ دہلی شدہ اند بسیاری بودہ کہ ہنوز فرسخی بل میلے طی نمودہ بودہ
اند کہ عاجزے در نظر ایشان می در آمدہ کہ پیادہ میرفتہ ایشان از مرکب
فرود آمدہ وے را سوار میکردند و خود تا منزل پیادہ مے آمدہ اند و شار
بر سر میکشیدہ کہ آشنائے برین عمل خیر ایشان اطلاع نیابد وچون نزدیک
بمنزل میرسیدہ اند بنیت اخفا از بران مرکب سوار میشدہ اند واین
شفقتِ ایشان شامل حال حیوانات نیز مے بودہ تا گویند شبے ایشان تہجد
برخاستہ بودند گربہ بر لحاف ایشان آمدہ خفتہ بود آنحضرت تا روز ہمچنان
از سرما محنتِ سخت کشیدہ اند و بہ بیداری آن گربہ راضی نشدہ اند و
اگر خارقے ہم از ایشان بظہور رسیدہ از وفورِ شفقت بر خلق اللہ بودہ مثلاً
از جملہ خوارقِ ایشان این سہ خارق است کہ بر نگاشتہ می آید چون
ملاحظہ نمودہ مے آید موجب ظہور آن با وجود استغنائ ایشان از نمودن
خوارق غلبۂ شفقت بودہ خارق اول آنکہ یکی از فضلای دہلی کہ بکری بعقد
در آوردہ بود سالہا رفتہ اورا فتحی روے ندادہ از اد عیہ و ادویہ
اثرے ندیدہ چون وصف ایشان شنیدہ روزی کہ ایشان بجائے سوارہ
میرفتہ اند و عنان در آمدہ بہ نیازِ تمام قصہ را معروض داشتہ التماس

زوالِ علیّت نمودہ حضرت خواجہ اول بر شفقت کشودہ از مرکب فرود آمدہ او را در کنارِ شریف کشیدہ معانقہ سخت نمودہ اند و فرمودہ اند کہ رفتہ متوجہ شوید کہ فتح است وی ہمان لحظہ در خود قوت غریب دیدہ رفتہ و بسہولت تمام ہمان لحظہ فتح نمودہ خارق دوم آنکہ ضعیفہ را طفلے سہ چہار سالہ از سر دیوار حصار فیروزآباد کہ زیر دیوار فرشِ سنگین است و ارتفاعش قریب بسی ذراع بزیر افتادہ چنانکہ از سوراخہای گوشِ آن طفل خون برآمدہ و نفسش منقطع شدہ مادرِ آن طفل بگریہ و زاری و بی آرامے و بیقراری چارہ جز آن ندیدہ کہ سر در قدم محترم حضرت خواجہ نہادہ التماس زندگی او نمودہ حضرت خواجہ چنانکہ عادتِ شریف ایشان بودہ کہ توجہ و تصرف خود را در پردہ لیسے پنہان میکردہ اند کتاب طب طلبیدہ اند و فرمودہ اند چنان معلوم میشود کہ این طفل نخواہد مُرد حاضران تعجب میکردہ اند کہ کدام کتاب مبیّن اینمعنی است آنگاہ لحظہ خاموش شدہ اند آن طفل مختصر بحالِ خود آمدہ حاضران را [illegible]ت تمام روی نمودہ وقتِ دیگر عسکری دور از شیوۂ مُروّت [illegible] اِراح بہ بعض ہمسایہائے ایشان ستی نمودہ ایشان از مشاہدۂ جبر و ظلم او [illegible]م شدہ آن سپاہی را نصیحت فرمودہ اند اما او از غایت ادبار بخت اقبال ننمودہ حضرت خواجہ از غایت ترحم بحال آن مظلوم متغیر شدہ بآن ظالم فرمودہ اند اینہا در جوارِ فقرای خواجگان بزرگوار میباشند کہ بسیار غیور اند خبردار باش دران دو سہ روز آن ظالم را بتہمتِ دُزدی افشاری گرفتہ بقتل رسانیدند و حکایات کہ از تحمل و بردباری ایشان از اصحاب ایشان شنودہ ام بدفتر ہا نگنجد جوانی از ہمسایہای

ایشان کہ مرتکب منکرات می بودہ وانواع شرور ازوی بظہور می
آمدہ ایشان آنرا می شنودہ اند و متحمل بودہ اند روزی آن شریر را
شحنہ باشارت خواجہ حسام الدین سلمہ اللہ در قید و حبس کشیدہ این
خبر بحضرت خواجہ رسید خواجہ حسام الدین را طلبیدہ عتاب فرمودہ
اند خواجہ بعرض رسانیدہ کہ این فاسق و شریر است چنانکہ شرارت
او متعدی و متجاوز است حضرت خواجہ آہ سرد از دل پر درد کشید و
فرمودہ اند آری چون شما خود را صالح با صفا و خیر یافتہ آید او در
نظر شما طالح و کدر و شریر می در آید ما از ہیچ وجہ خود را از و ممتاز
ندانیم چگونہ بہ زبان نہ بیان نہ درانیم این فرمودہ اند و بہرا از حبس
خلاصی دادہ اند و روی ببرکت شفقت ایشان از صلحا شدہ و این نسبت
انکسار و دید قصور احوال بر ایشان چنان مستولی بودہ کہ اگر از طالبی ناگاہ
جریمہ صادر میشدہ و با ایشان میرسید میفرمودہ اند اینہا اثر بد صفتی
ماست ہرگاہ در ما بدے باشد ناچار بر اینہا منعکس میگردد و این نظر
چکنند و اگر از کسے مکروہ شرعی میدیدند بتصریح و شدت امر معروف
نمیکردند بل بہ لینت و کنایہ و بتمثیل میفرمودند چنانکہ ناچار دلنشین آنکس
میشد و سبب بر تصریح ناکردن امر معروف بیشتر آن بود کہ خود را از
سائر ناس ممتاز نمیدانستند و ہرگز غیبت و قدح کسے بزبان ایشان
و در مجلس ایشان نمیگذشت تا اگر کسے را یاد و تخفیف مسلمانی در
حضور ایشان بخاطر میگذشت ایشان بتوجیہ آن مسلمان شروع
می نمودند راقم حروف گوید روزے در زاویہ مسجدی از مساجد
تنہا نشستہ بودم فقیری با فقیر دیگر حکایت از شیوہ اولیا میکرد و درین

ضمن گفت من درین مدت زندگانی فانی خود یک مرد ندیدم و دانم که چون او بی نفسی و بردباری درین زمانه نخواهد بود نام مبارک خواجهٔ مارا گرفت و گفت بر مزار شریف خواجه قطب الدین بودم ناگاه خبر رسیده که حضرت خواجه محمد باقی قدس الله سره الاقدس تشریف می آرند خادم مزار در جای که قریب به مزار بود برای ایشان سریری نهاد و بران فرشی و ساده بگستر و پیش از در آمدن حضرت خواجه یکی از فقرای بی قید در آمد نظرش بران سریر و فرش افتاد گفت این چیست و برای کیست گفتند برای فلان عزیز آن بی قید بخشونت و درشتی تمام زبان بمذمت و دشنام ایشان کشوده درین اثنا حضرت خواجه در آمدند و آن بی قید بیش از پیش بحضور ایشان بهرزه گوئی پرداخت و گفت ای فلان تو چه لائق آنی که اینجا برای تو فرش افگنند جمع کثیر از درویشان خواجه که حاضر بودند بی آرام شده میخواستند وی را تنبیه و تادیب نمایند حضرت خواجه همه را بنگاه خشم آلود از ان اراده باز داشتند و خود نزدیک آن دشنام رفته بزری تمام عذر درمیان آوردند و گفتند چنانستی که شما میفرمائید من چنین و چنان چه لائق آنم این کار بی اشارت و بعلم من شده بخشید و بشوئی من مغز خود را خالی مکنید و از آستین مبارک عرق او را از جبین او می چیدند و تواضع می نمودند انگاه درمی چند طلبیده بوی میدادند راوی گفت من هیچ تغیر و تذبذب در حال و گفتار خواجه ندیدم آنزمان مرا یقین شد که نفس ملکی که میگفتند درین عالم بوده است و لبسیار بودی که بعضی از امرای مخلص ایشان بخدمت آنحضرت سیم وزر میفرستادند که بجواب دیدایشان بفقرا منقسم گردد آنحضرت باوجود

تفرید و آزادگی شفقةً علیٰ خلق اللہ خود متوجہ شدہ بمستحقان قسمت میکردند
و در ضمن آن مبلغ از سرکار خود نیز میدادند مع ذلک بعض محتاجان و در
انکار زبان بطعن میکشودند اصحاب ایشان میخواستند بمنع آنہا کمر شند
آنحضرت بآئینے راہ انکسارے بیمودند کہ یاران را غضب از سر رفت
و بجائی آن نرمی و شکستگی می نشست و یاران را قولاً و فعلاً بر نیستی و کم
دیدن خویش و بُرد باری دلالت مینمودند و آن را دلیل راہ عرفان میفرمودند
و اگر از اصحاب ایشان خلاف این امر ظاہر میشد بعتاب بسیار نصیحت
مینمودند چنانکہ از مکتوبے کہ بشیخ تاج در ینباب تحریر فرمودہ اند واضح
خواہد شد انشاء اللہ سبحانہ و زہد و استغناے ایشان از امتعۂ دنیویہ تا
بحدی بود کہ سخن امور دنیوی ہرگز مذکور مجلس شریف نمیشد مگر بتقریب
سفارش حاجتمندی و ہرگز تدبیری درین امور برائی خود و درویشان
نمیکردند و در حق مریدان رشید جز الفقر و مسکنت و فاقہ و قناعت نمی
خواستند و میفرمودند ہر کہ امداد مالے از ما بظہور آید یقین داند کہ ما را
بوی در محبت دینی نقصانے ہست بعضے تونگران کہ از اہلِ ارادت
بودند التماس آن مینمودند کہ کفافی برائے فقرائی آستان ایشان
معین نمایند ایشان در حق جمعے کہ نسبت معنوی با آنحضرت درست
کردہ بودند رضا میدادند و بما دون ایشان را تجویز میداشتند و از غایت
تنفر کہ ایشان را بقبول امتعۂ دنیویہ بود وقتی کہ عزم جزم سفر حجاز
کردہ بودند عبد الرحیم خان المشتہر بخانخانان نام کہ از مخلصان این
طائفہ بود و خصوصاً بحضرت خواجہ عقیدت و ارادت تمام داشتہ
چون آن خبر بشنود صد ہزار روپیہ کہ بزبانِ ہند لک نامند بخرچ زاد راحلہ

ایشان و درویشان مرسل داشته عرض نمود که بقبول آن بر من منت نهند چون حضرت خواجه آن لشنو و روی در هم کشیده فرمودند بجه رفتن چون مای گرامی آن نمیکند که اینهمه سیم و زر مسلمانان را صرف خود کنیم وضائع سازیم نپذیرفتند و باز گردانیدند و بلی تقیدی ایشان در ملبوس و ماکول و مسکن تا بحدی بود که اگر چندین روز یک طعامی غیر مرغوب و مطبوع نزد ایشان می آوردند هرگز نمی گفتند که غیر این بیارند و کذلک اگر چندین روز جامه در بدن شریف مانده شوخگین میشد نمیفرمودند که دیگر حاضر سازند و نیز هر چند درخانه تنگ و تیره می بودند تا آن مسکن شکسته شدی یا از خاک و خاشاک پر گشتے ازانجا غرق لجه تسلیم و رضا بودند اظهار تعمیر و تنظیف تنویر آن هرگز نمیکردند با وجود این همه تسلیم و فنا و رنگیها و ضعف بدن که همیشه ایشانرا بود در دوام وضو و تکثیر طاعت شغف تمام داشتند بعد از ادای نماز عشا که بحجره تشریف میبردند در مراقب می نشستند چون ضعف بر اعضا غلبه میکرد و برخاسته تجدید وضو نموده دوگانه گذارده باز می نشستند باز چون اعضا بضعف در در می آمد چنان میکردند اکثر شب چنین میگذشت و احتیاط در لقمه تا بحدی میفرمودند که هدیه که میرسید اگرچه آنرا بحکم حدیث صحیح نحن لا نرد الهدیة رد نمیکردند اما آنرا بخصوصه خرچ هم نمیکردند بل از محل الطیب قرض حسنه میگرفتند و در بدل آن آنرا میدادند که بحکم فقها آن در رهن دیگر در حلت پیدا میکند و تاکید تمام میفرمودند که پزنده طعام باوضو بود بل از ارباب حضور و صفا باشد و هنگام طبخ بحرف دنیاوی نه پردازد و میفرمودند از لقمه که بے حضور و احتیاط

خوردہ شود دودی می خیزد کہ مجاری فیض را مے بند و وارداح طیّبہ
کہ وسیلۂ فیض اند مقابل قلب نشوند، وہمہ مریدان را برین احتیاط
ترغیب میفرمودند وجہے کہ فی الجملہ مساحمت دران جائز می داشتند
ضرر آنرا در احوال آنان معائنہ مے نمودند روزے یکے از مریدان ایشان
صاحب حال وکشف آمدہ معروض داشت کہ در کار خود بستگی مے
بینم ودر باطن کدورت می یابم ندانم چہ تقصیر از من سرزدہ آنحضرت
متوجہ شدہ فرمودند از لقمہ بے احتیاطی رفتہ است او معروض داشت
کہ لقمہ ہمان لقمہ ہر روزہ است ایشان فرمودند رفتہ نیک تفحّص نمائی
کہ غیر ازین معلوم نمیشود البتہ در جزوی از اجزاء آن فتوری رفتہ
چون نیک تفتیش نمود معلوم شد کہ دو سہ چوبی برائے سوختن کہ نہ
ازان چوبہائی احتیاطی بودہ داخل کردہ بودند وکذلک در ہمہ
امور عمل ایشان بر عزیمت اولیٰ بودہ تا انجا کہ در کتب احادیث
در قرأت فاتحہ خلف امام مرویات کثیرہ صحیحہ آمدہ چندروز بران
ہم آمدہ بودند کہ فاتحہ خلف امام قرأت نمایند درین اثنا امام
الائمہ سراج الامۃ امام ابو حنیفہ را رضی اللہ عنہ در معاملہ دیدہ
اند کہ قصیدۂ غرّا در مدح خود میخوانند کہ ازان این مضمون مستفاد
میگردیدہ کہ چندین اولیائے کبار در مذہب من بودہ اند بعد
ازین واقعہ ترک قرأت خلف امام نمودہ اند واین احتیاطہا کہ در
لقمہ گفتہ شد از نزاکت وصفائی نسبت لطیف شریف ایشان نیز
بود چنانچہ آئینہ از نہایت صفا تاب نفس ہم ندارد وازینجا بودہ
کہ در صف جماعہ در ہر جانب خود از خلص اصحاب خویش را ایستادہ

می کردہ اند کہ اگر بیگانہ بودہ فی الحال غفلت ونقصان او باخطرات او در آئینۂ ایشان منعکس میشدہ، روزی یکی از درویشان کہ محتاج لحاف بودہ در خاطرش التماس طلب آن عبور مے نمودہ با ایشان نماز کردہ آن خطرۂ او برایشان ظاہر شدہ بعد از ادائے نماز فرمودہ بفلان و ہر کہ احتیاج لحاف دارد بدہند آن درویش میگفتہ کہ ہمیشہ ازان روز ترسان مے بودم کہ مبادا خطرۂ کہ موجب ملالت ایشان باشد بر من بگذرد و تفرید ایشانرا آن پایہ بود کہ از ہدایت تا نہایت ہیچ یک از احوال بلند و مکاشفہ ارجمند سرہمت ایشان فرود نمے آمد در عین بحر یافتند دم از نایافت زدہ خشک لب بودند این رباعیۂ شریفہ نیز دلالت برین حال ایشان نماید رباعے

در راہ خدا جملہ ادب باید بود  تا جانباقیست در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند  گم باید کرد و خشک لب باید بود

روزی عزیزے یکی از مخلصان ایشان کتابتی نوشتہ بود ایشان بر ظہر آن کتابت رقم نمودند کہ دریغ این عاجز گرفتار را قوت کار نماند واگر نہ بہ توفیق اللہ تعالے درین دو روزہ عمر دیوانہ وار ماتم باز ماندگے خود میداشت و در جستجوی کیمیائے مقصود تگ و دوے می نمود و زندگانی فدائی این راہ میکرد حق تعالے درین افتادگی نیز دردی و آشوبے کرامت فرماید کہ کار دو جہانی خود را در قبضۂ اختیار واقعتہ اراد نہادہ از مجموع گرفتار رہا فراغے بیابم آمین یارب العالمین امید از ان برادر آنست کہ روی بر خاک نہند و از برائے حصول این آرزوی فقیر از خداء عزوجل بخواہد کہ دعاء الغائب للغائب اسرع

اجابۃ آمدہ والدعاء از خدمت شیخ تاج الدین سلمہ اللہ شنودم کہ گفت روزی حضرت خواجۂ ما را وقتی رو ئیداد کہ ہمچنین بند ہای قبا کشادہ باسینۂ عریان و دستار پریشان متوجہ ساحل دریا شدند آثار شکستگی بسیار و قلق فراوان و اندوہ عظیم از ایشان ظاہر بود من در قفای ایشان میرفتم بعد از مدتی ایشان از آمدن من اطلاع یافتہ باز و در تمام فرمودند کہ ای فلان آنقدر واردات و احوال و فیوضات و انوار و اسرار میریزند کہ اگر این دریا سیاہی شود از نوشتن آن کوتاہی کند اما مرا از اینہا چہ کہ مطلوب من از دید و دانش و ورست لہٰ قدس سرہٗ

طلب بیچون و مطلب بیچگونہ    نہ آنرا شیہ دنی این را نمونہ

و ہم شیخ تاج الدین حکایت کردند کہ روزی در صف جماعت نماز در پہلوی ایشان بودم در میان نماز آثار استیلای گریہ و اضمحلال از ایشان احساس نمودم بعد از ادای نماز ہمچنان حیران و گریان بحجرۂ شریف رفتند من نیز بر اثر ایشان در آمدم و ہمچنان ایشانرا گریان و کثیر الاحزان یافتم بعد از ساعتی گستاخی نمودہ پرسیدم کہ سبب این گریہ بی اختیار و اندوہ و آشفتگی بسیار چہ باشد گفتند زین بگذر و مارا بدین رو بگذار از انجا کہ بعنایت ایشان بس دلیر بودم الحاح نمودم فرمودند در عین نماز کہ معراج مومن است روح من در طلب مطلب ورای الورا عروج نمودہ در جستجوی آن چندانکہ مقدور داشت این مرغ پر و بال زد بدستش ہیچ نیامد ناچار حیران و گریان خود را در قفس قالب انداخت این گریۂ او ازین حسرت بود و ہم شیخ تاج الدین

فرمودند روزی در حجرهٔ خاص ایشان در آمدم ایشانرا بغایت مغلوب و مستهلک دیدم در حکایت شدم اما آثار شعور بکلام خود در ایشان نیافتم بیشتر گفت و گوی و سوال در میان آوردم تا بعد ساعتی چند تکلم آمدند و ساعت بساعت آثار صحو ظاهر شدن گرفت بعد از ان فرمودند فلان کس امروز عجب رسیدی دینی یا حمیرائی ما شدیے که در حیرت و دهشت زمینی عجب رفته بودیم هم ازین غلبهٔ تفرید ایشان بود که سرے بمشیخت و صحبت داشتن ایشانرا اصلا نبود و ایام توجه ایشان بتربیت رشیان بدو سه ساعت کشید چون حضرت ایشان ما قدس سرهٔ ازمین الظارد الطاف ایشان بکمال رسید ند آنحضرت خود را از صحبت و تعلیم ارباب ارادت باز کشیدند یاران را چه بتعریف و چه بتکلیف بایشان تواله نمودند چنانکه تفصیل آن در احوال حضرت ایشان بیاید انشاء الله سبحانه و خود از وا گزیدند بشیوهٔ قطب آفاق ابو علی دقاق قدس الله سره بدر روداندوه عظیم سر بگریبان نیستی در کشیدند و جز بنماز جماعت بمسجد حاضر نمیشدند و هر کرا ایشانرا میدید ناچار از ما میشدان اذان بنظرالی میت یمشی علی وجه الارض فلینظر الی ابن ابی قحافه یاد میکرد مع ذلک از هیبت و دهشت دیدار ایشان هر که هر کجا بود نقش دیوار میشد و غافلان را مجرد دیدن ایشان بمصداق خبر اذا راؤا ذکر الله نصیب میشد گویند که روزے عبور ایشان بیکے از قراے که مردمانش مزارعان هنود بوده بوقوع انجامیده بمجرد آنکه نظر آنجماعه بر ایشان افتاده با همدیگر میگفته اند که این عجب مردی است که از دیدن او خدا بیاد ما آید و از عظمت صحبت

بل رویت ایشان چہ آشنا را و چہ بیگانہ را سخن برلب و مدعا در دل
مے پیچید و باہمہ انکسار ایشان از دہشت ایشان بسیار مردم دانا از
جامیر فتند عزیزے از اعلام فضلاے معتمر گفت روزی رسیدم بصف
جماعت نماز کہ برپا شدہ بود دران صف حضرت خواجہ نیز بودند در
صف پیش جائے نبود مگر پہلوے حضرت خواجہ کہ از ادب ایشان
درویشان فرجہ گذاشتہ بودند مرا چون بخواجہ اعتقادے چندان نبود
ایشانرا طفل دیدہ بودم و بالحال قیاس بخود خردسال یافتہ رعایت
ادب بخاطر نیامد و آمدہ خود را دران فرجہ درج کردم ساعتے نرفتہ
بود کہ در شکوہ و عظمت خواجہ بردلم تما آورد چندانکہ خود را زان میکشیدم
فائدہ نمیداد تا بحدی رسید کہ بی اختیار در عین نماز اندک اندک خود را
برقفا میکشیدم و تا بجائی رسیدم کہ اگر قدم عقب بگذارم از صف
بیفتم خبردار گشتم و از مشاہدہ این معاملہ از مخلصان حقیقے آن عارف
بزرگوار گویا شدم و باہمہ ابہت و اہ از جوش تلق و سقوط دید خلق تنہا در
کوچہ و بازار میگذشتند و در زیر سایۂ دیوارے برخاک می نشستند
باہمہ ستیہا و خودرفتگیہا و حیرت سر نبود درا مور شرعیہ و التزام
عزیمت فتوری نمے رفت و سماع و رقص و وجد و حال را آنجا مجال نبودہ
تا بحدی کہ روزے در حضور ایشان یکے از درویشان بجہر گفت
اللہ ایشان فرمودند یاو بگوئید کہ آداب مجلس نگاہ داشتہ بمجلس ما باید
واگر از مریدان ترک ادبے بظہور میرسید بظاہر ویرا خشونت نمے
نمودند و نمیراندند تقریب ظاہری خود کجا باطن خود را از و میکشیدند یا
اولبعضی در احوال خود میدیدند در خواب و واقعہ بوی امرے می نمودند

کرمتنبہ میشدند

"ای تو مجموعہ خوبی زکدامت گویم" شاہد عظیم بر علو رتبۂ ایشان ہمین بس کہ
دوسہ سال بر مسند مشیخت بودند درین مدت قلیلہ چہ مردم کہ از خوانِ دولت
ایشان روزے مند گردیدند وچہ برکات وآثار کہ در کشور وسیع ہندوستان
از ایشان انبساط گرفت واین سلسلۂ طریقہ نقشبندیہ کہ درین دیار غریب
بود ترویج تمام یافت آنکہ بسیار از مشائخ این سلسلہ آمدہ سالہائے
بسیار درین دیار ماندہ بودند اما برکات این دوسہ سالہ دران سالہا
کجا بود کما لایخفے فاضلے باین حقیر گفت بعضی شیخان بزرگ صاحب حال
وقال درین روزگار شصت ہفتاد سال در ہند شیخے کردند معلوم
است کہ از ایشان کہ ماند وچہ ماند شاہد بزرگے خواجۂ شما ہمین بس
کہ بچہل سالگے رفتند ودو سہ سالے ہدایت نمودند وعالمے راہبرہ
ورگردانیدند واین فقیر از زبان شیخ بلند مکان لجۂ نقر دنیاز وعرفان
ارشاد پناہ شیخ محمد بن فضل اللہ رحمہا اللہ شنود کہ تقریبے را درحق حضرت
خواجۂ ما فرمودند شان بزرگے این عزیز ہمین بس کہ سہ چہار سال بیش
بہدایت نپرداخت وتا امروز آثار وبرکات آن روز افزون است
گویند دران چند روزہ ارشاد ایشان بسا شیخانے کہ آنحضرت
درایام ترددات طلب بہ صحبت آنہا رسیدہ بودند وفاتحہ ودعا
وتلقین ذکر از ایشان گرفتہ آنہا نیز منجذب شدہ آمدہ از مریدان
شدند وگویند بعد از قدوم ہدایت لزوم ایشان بشہر معظم دہلی
بعض مشائخ بزرگ آن بلدہ از ظہور ایشان غیرت بردند وتوجہات
کماشتند آخر فائدہ ندیدہ جز ضرر خود ناچار از مخلصانِ حقیقے شدند

بعض طلاب ازجاہاے دور دور بخدمت علیہ میر سید ند و برخے در راه عوم بودند کہ خبر انتقال ایشان شنودند مرشدی میر محمد نعمان رحمہ اللہ گفتند بوانی راازملک خراسان در آگرہ بدار الشفای حکیمے بیمار دیدم از حالش پرسیدم گفت مرد جنیں وچنان بودم در دکن حضرت خواجہ باقی را در خواب دیدم و بعشق ایشان اینجا رسیدم چون خبر انتقال ایشان شنیدم ازین اندوہ ملول شدم واکنون بیمارم و باین حال خراب از عشق آن بزرگوارم، این گفت وزار بگریست اکنون چون حرف انتقال ایشان رسید زبان شکستہ خامہ را بران قصہ باید آورد چون سال عمر شریف حضرت خواجہ با چہل رسید کہ تکمیل تام طبیعے انسانی دران است و تکمیل معنوی را نیز دران اثری لاجرم حضرت خواجہ را بعد ازین اربعین از تنگنای این جہان پرملال ہوس انتقال شد اگر درین ایام خبر رحلت کسے می شنود نداہ سرد از دل سراپا درد برآوردہ میفرمودند خوش خلاص شد و مراد آنحضرت باین خلاصے تعری از لباس ہستی موہوم بود و مجرد شدن مشہود از خیال کہ لازم زندگانے این جہانی است چنانکہ عارف رومی قدس اللہ سرہ الاقدس بزبان انتقال مترنم این مقال بود ے

من شوم عریان ز تن او از خیال تا خرامم در نہایات الوصال

دران ایام والدہ نسبت تجویز ید کہ آخر آن این عبارت با دلبستت وحیداً طریداً فریداً و نیز درین روزہا یکے از ازواج الطاہرہ خود فرمودند کہ چون عمر من بچہل سالگی رسد مرا واقعہ عظیم پیش آید و برای تفہیم از طبیعت آمدہ بخدمت مبارک گفتہ ...

این نطیفه برکف منست نشارۂ آنست کہ گفتہ شد ہم درین ایام گویند
روزی آئینہ بردست گرفتہ یکی از ازواج خود را طلبیدہ فرمودند بیا تا
ما ہم درین آئینہ نظر کنیم آن عفیفہ میفرمودہ در آئینہ ایشان را پیر سفید
محاسن دیدم ترسیدم و گفتم من اینجا منیایم کہ من زہرۂ مشاہدۂ آن
ندارم تبسم فرمودند و خود را بصورت اصلیہ خود کہ محاسن عنبرین بود وا
نمودند ہم درین ایام چنانچہ عادت شریف ایشان بودہ کہ مکشوف
خود را خواب گفتہ مذکور میکردہ اند روزی بزبان شریف راندہ اند
کہ در بعضے خوابہائی معلوم میشود کہ درین نزدیک کس کلانے از سلسلۂ
علیۂ نقشبندیہ فوت خواہد شد آنگاہ فرمودہ اند کہ جائے در کنار شہر دہلی
باید اختیار نمود و ترک اختلاط خلق کردہ ہمانجا دفن شد درین باب بعض
خلص اصحاب خود را استخارہ فرمودہ اند چون اجازۃ معلوم نشدہ
ترک آن ارادہ نمودہ اند باز روزی فرمودہ اند کہ دیدہ شد کہ میگویند
برای غرضے کہ ترا آوردہ بودند تمام شد الحال سفر باید کرد مرتبہ دیگر فرمودہ
اند دیدہ شد کہ میگویند قطب زمان در گذشت درین حین من تصیدۂ
غراور مرثیہ خود میخوانم و تعریفات عالیہ دران مندرج است چون اواسط
شہر جمادی الثانی سنہ ہزار دو وازدہ رسیدہ امراض بر ایشان
غلبہ کردہ درین ایام فرمودہ اند حضرت خواجۂ احرار رضی اللہ عنہ
را نجواب دیدم کہ فرمودند پیراہن بپوشید بعد از نقل این خواب
حضرت خواجۂ ما تبسم نمودہ بزبان راندہ اند اگر زندہ مانیم چنان
کنیم والا کفن ہم پیراہنی است و ہمچنین یکے از مخلصان کہ درین ایام
ارادۂ سفری داشت فرمودہ اند چند روز کسے جائے نرود کہ آخرہائی

بازرماست بعض مخلصان رشید درین ضعف غوامضِ علوم تحقیق مے
نموده اند وآنحضرت تحقیقات عالیه میفرموده درین میان شبے ضعف
غلبه نموده چنانچه گویا حالت نزع بظهور رسیده بعد از مدتے بحال آمده
فرموده اند اگر مردن عبارت ازین است چه نعمتے بوده است که ازان
حال برآمدن خوش نمے آید روز شنبه بست وپنجم ماه مذکوره آثار
احتضار ظاهر شدن گرفته بنظرهائی که متضمن وداع یاران باشد می
نگریسته اند واصحاب میگریسته اند وایشان تبسمے وتعجبے مینموده
اند گویا اناده آن میکرده اند که عجب از شما که درویشانید واز دائرهٔ رضا
بقضا بیرون آمده فزع مے نمائید درین اثنا بر زبان درویشے کلمهٔ
متبرکه یا اله العالمین رفته بسرعت تمام منجانب وے دیده روی مبارک
بجانب او گردانیده اند یکے از حاضران گفته این توجه وتحرک ایشان
از شوق استماع نام محبوب بود ازین سخن آب در چشم مبارک جمع شده
پاسے از روز مذکور مانده بود که جهراً بذکر اسم ذات مشغول شده اند و
همچنان الله گویان جان بجانان سپرده رضی الله تعالےٰ عنه بعد از انتقال
موضعے که خاطر مخلص اصحاب ایشان بران قرار گرفته برائے قبر حفر
نموده چون جنازه را درویشان برداشته اند از دیوانگے
که حاملان را بوده بانجا که حفر قبر نموده بوده اند تابوت را نبرده اند بل بزمین
دیگر برده فرود آورده اند بعد از فرود آوردن دران زمین چه بینند که
این زمین مکانے بوده است که روزی حضرت خواجه بتقریبے را با یاران
بآن موضع رسیده آنجا را خوش کرده وضوی ساخته دوگانه گذارده
بوده اند وخاکے ازان موضع پاک بدامن مبارک ایشان چسپیده بوده

برزبان شریف رانده اند که خاک این موضع دامنگیر باشد لاجرم
درہمان مکان کہ جوار قدمگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلّم است ونزدیک شاہ راہ، آن شاہ اقلیم ارشاد را گنج وار نجاک
سپردند وامروز بہ یمن سعی خدمت خواجہ حسام الدین احمد سلمہ اللہ
تعالےٰ حوالے آن مزار از آبشار د اشجار و ازہار بہشتے شدہ یُزارُ
وَیُتَبرکُ وَیُنتفعُ ؎

شمع مزار او ہمہ نور غفور باد | دلہائے زائران ز رشش غرق نور باد

فضلاء وعرفا مرثیہا با تواریخ انتقال رقم زدہ اند اینجا با یراد تاریخ منظومہ
کہ راقم را در دیٔ دادہ اکتفا میرود ؎

ذاتی کہ بدوست بود باقی | از خود ہمہ فانی الصفت بود
بر خالق خویش جملگے عشق | بر خلق تمام عاطفت بود
دی تشنہ دلم بسال فوتش | خوش گفت کہ بحر معرفت بود

(از زبدۃ المقامات)

# مثنوی قبل از زمانِ درویشی

# در توحیدِ باری عزّ اسمہٗ

بنامِ آنکہ دریائی وجود است　　زیک موجش دو عالم را نمود است
عجب بحر است خود در خود شناور　　تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر
نمودی فارغ از ننگِ جدائی　　فرو رفتہ بہ بحرِ آشنائی
زیک بحر است چہ انفس چہ آفاق　　چہ حسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق
ہمان بر وحدتِ خود پائی بر جا　　زخود کرد این ہمہ کثرت ہویدا
زبحرِ جودِ او کونین جوئی　　زجوئی لطفِ او آدم سبوئی
ازین کثرت نیفزود اعتبارش　　وزین جنبش نشد ہرگز قرارش

حوادث را بذاتش نیست کاری
نیاید ہرگزش نو اعتباری

(خواجہ باقیؒ)

# مثنوی

## دربیانِ آنکه وجودِ صوریٔ انسان ہرچند از عالمِ خلق است

## اما حسبِ باطن از حضرتِ قدس است

من نہ ہمینم[1] کہ نمودِ من است
جای دگر رقصِ وجودِ من است

نقطۂ محرابِ جماعت منم
دانۂ سیرابِ زراعت منم

آبروی پیشانیٔ من دلکش است
قطرۂ نیسانیٔ من آتش است

عقل نمک ریزِ کبابِ من است
خونِ جگر نامِ شرابِ من است

مردمکِ دیده بہ ہندوی ام
گوشِ نصیحت بہ رضاجوی ام

دیده متاعِ نمرِ دکانِ من
شور دو عالم بہ نمکدانِ من

خنجرِ مژگان سرِ جوگانِ من[2]
گوی توجہ نمکِ جانِ من[3]

نافۂ مشکم شکر آمیختہ
در تہِ سرپوش نمک ریختہ

بہ تیرِ ہر بند گہر ماندہ ام
در دہن ہمچو موی شکر ماندہ ام

---

(۱) چنینم (۲) بس است (۳) بس است

خامهٔ[1] کلید سرِ انگشتِ من — گنجِ دو عالم همه در مشتِ من
تکیه به بالینِ جگر کرده ام — خرقهٔ آلوده بدر کرده ام
غنچه تماشایِ بستانِ من — رشکِ بهار است زمستانِ من
حرفِ من اکنون بسخن گوی است — دربیِ[2] معجونِ هنرجوی است
بر سرِ هر نکته علم می کشم — هر دم و هر لحظه ستم می کشم
دیدهٔ عالم بتماشایِ من — بلبلِ[3] من غنچه سودایِ من
گر به سرم[4] در بدری نیستم — زانِ خودم از دگری نیستم
گوهری از کانِ ضمیرِ من است — از نمکِ ساده خمیرِ من است
صفحهٔ خاطر ورقِ خویشی ام — تاجِ مکلل سرِ درویشی ام
آه چه گفتم دمِ خامی زدم — دستهٔ کوته بتمامی زدم
هر چه مرا هست از و دیده ام — ریزهٔ[5] خوان از کرمش چیده ام
کرده بهنگامِ بیانِ ادب — نرمی و سختی بفسون و غضب
زان یدِ بیضایِ تقصیرِ من — ساخته مقراضِ گلوگیرِ من
خورده دو کالای خرم اتحاد — آدمیانند فرشته نژاد

---

(۱) خامه کلید نیست در انگشتِ من (۲) یعنی که معجونِ الخ (۳) بلبلم و غنچه بسودایِ من
(۴) اگر بدرم الخ (۵) ریزه زخوانِ کرمش چیده ام

پیر و جوان خوشۂ یکدانہ اند — یک کفِ سرجوشِ کریمانہ اند
در نظرت ہر مژہ چندین کج لیست — احولیت باعثِ این کژ رولیست[1]
خیز و زمانی نظرت راست کن — رشتۂ خود را گہر آراست کن
شیر شکارانِ مسیحی نفس — بیہدہ چندین نہ زندگی نفس
ای نمکِ بی نمکان درد لم — شورشِ شوریدہ دلان عالم
آتشِ سودا سوی مغزم دوید — اشترِ[2] رہوارِ مرا پی برید
زخمِ دلم مرہمِ آن دود شد — ریزۂ الماس نمک سود شد
آتش و آبی کہ درین منزل است — چشمۂ رہ منتظرِ بسمل است
خاک بشو دل بگرانی منہ — پشتِ تغافل بجوانی منہ
بی غرضی شمع نیفروختند — بیہدہ افسانہ نیاموختند
خیز و بسودائی شکاری تباز — چند نشینی، پی کاری تباز
مست نہ پائی خمار[3] بگیر — دست و دل و دامن یاری بگیر

---

(۱) کج و کژ نیست (۲) ابرش رہوار الخ (۳) کسے را بگیر

# در بیانِ آنکه دُنیا و غمِ دُنیا ہیچ است و از آنِ مطلق اوست

این ہمہ سررشتۂ پرتاب و پیچ / جز غمِ بیہودہ چہ چیز است ہیچ
غارتیان اند نگاہے بکُن / از پیٔ غارت شدہ آہے بکُن
ای خنک آنہا کہ ازین رستہ اند / دل بہ چراگاہِ(۱) دگر بستہ اند
دست بفتراکِ سحابی زدہ / آتشِ خود را کفِ آبی زدہ
سوختہ ای خرمنِ مہتاب را / بستہ بآتش گذرِ آب را
خار مشو در قدمِ گل نشین / در بُنِ دندانِ توکل نشین
دستِ طمع از دلِ خود دور کن / کلبۂ خود خانۂ زنبور کن
گر نکسی دستِ ملامت مگیر(۲) / ورنہ رہ در رسمِ سلامت مگیر(۳)
بر سرِ ہر خوان نظر انداختن / نزدِ زبون گیریٔ خود باختن
دل بہ شبیخونِ کشایش دہی / ہیزمِ بوسیدہ بآتش دہی
بر سرِ ہر لقمہ گرانی کنی ! / آب شوی جرعہ فشانی کنی
سنگِ ملامت بسرِ دندانِ تو / زخمِ زبان مائدۂ خوانِ تو
گوش بر آواز دہش(۴) ماندہ / مائدہ در کامِ سخن ماندہ

---

(۱) بہ گلستان (۲) بگیر (۳) بگیر (۴) دہن -

دست سوی خوانِ عنایت بکن | این همه هیچ اند و کفایت بکن
کیست پس و پیش پس و پیش اوست | رازقِ هر خواجه و درویش اوست
جمله ازان خوانِ کرم می رسد | هم بخوشی هم به ستم می رسد
گر بمثل سنگِ حصار آوری | از خور و آشام کنار آوری
تنگ ببندی رخِ[1] مقصود را | سنگِ دهن[2] خواهشِ نابود را
روزیِ[3] پیوسته خرامان رسد | باز کان بر بُنه احسان رسد
در پیِ پت از روح سبک تر رود | باد شود با نفست در رود
در ہوس پای طلب بر نهی | خواهشِ عالم همه در سر نهی
باد شوی در طرفِ جستجوی | خاک شوی در گذرِ آبروی
آنچه نه از تست تغافل کند | غنچهٔ بیهوده گیت گل کند
دست خوشِ سنگِ ندامت شوی | مسخره و گوی ملامت شوی
صاحبِ عالم به همه حاضر است | بر بد و بر نیکِ همه ناظر است
باش[4] که چون روزِ قیامت رسد | از همه سو بانگِ ندامت رسد
شحنه پرسش بشتابت[5] رود | بر سرِ دیوانِ حسابت برد
خواهش اگر بیش و گر کم بود | پایهٔ خواهش به جهنم بود

---

(۱) لب (۲) وہی یا زنی (۳) روزی تو جو تو فرادان رسد (۴) آه (۵) به ندامت برد

بر سر چه پای چو بنهادن است | خواه یکی خواه دو افتادن است
جانب خوبان نظر افگندنت | زندگی و بسیار بود مردنت

## حکایت

بی خبری بود گرفتار خویش | جوش زن از گرمی بازار خویش
مرحله پیموده بسودای زر | کرده به هر بادیه(۱) خود گذر
ناگه از آنجا که به پیشانیش | بود دو حرفی ز پریشانیش
گوشهٔ چشمش به نگاری رسید | طرفه نگاهی پی کارش رسید
خواجهٔ سودازده دیوانه شد | فتنهٔ(۲) آن نرگس مستانه شد
آن همه اسباب به یک جو فروخت | خرمن بی فایده را برق سوخت
رقص کنان گرم تمنای خویش | نه سر سودای و نه پروای خویش
هم سفری داشت ز سودای خام | شد به ملامت گریش تیز کام
آمد و گفت این همه مستی که چه | بی جهت این باده پرستی که چه
یک نظر است این همه غولی مکن | با خبرم از تو فضولی مکن
چون نفس(۳) سرد بگوشش رسید | گفت که ای در دل تیغ ناپدید

---

(۱) بادیهٔ دور گذر (۲) عاشق (۳) سخن

بی خبری از من و کردار من | رو کہ نہ محرم آسرار من
شعلۂ دیگر بجگر ا غم رسید | بادِ مسیحا بد ما غم رسید
شد چو بدل ریزۂ الماس خوار | خواہ یکی ریزہ و خواہی ہزار
در سخنم را بگزاف آوری | بر سر تہمت ہمہ لاف آوری
مردنم اینک خبرِ حالِ من | دادنِ جان شاہدِ احوالِ من
چون دمِ آخر نفسِ گرم داشت | دستِ[1] اجل بس روشِ نرم داشت
آمد و آن نقدِ گرامی سپرد | سردی و گرمیش تمامی سپرد
باقی از افسانۂ مردم خموش | در تو اگر چاشنی ہست جوش
ورنہ بروآتش می وام کن | ساقیٔ خود را نفسی رام کن
تا بتو یک جرعہ عنایت کند | حاصلِ کونین کفایت کند
ساقیٔ الہام، مے آمد مرا | حصۂ ہمی جامِ مے آمد مرا
دست برآور بہ مے لالہ رنگ | شیشۂ ناموس بیفگن بسنگ
تا مگر امروز براہی شوم | قابلِ تسخیرِ نگاہی شوم
عشق بشارت دہِ فرزانگی است | عشق نہ از جملۂ دیوانگی است
عشق کمال است بہر سو کجاست | تعمۂ عنقا، صفتِ کیمیاست
عشقِ مجازی لقبِ او مجاز[2] | صد در از و سوی حقیقت[3] دراز

---

(۱) دست اجل از تنفش آزرم داشت (۲) جہاد (۳) کشاد

دستِ من اکنوں بگہر سُفتن است — روزِ نخستینِ سخن گفتن است

روز بہ دگر رونقِ دیگر دہم — حصۂ درویش و توانگر دہم

کوششِ من آنکہ بدریا رسم — موجہ برآرم بہ ثریا رسم

چند دگر سنگ کنم قوتِ خود — در صدفِ سودنِ یاقوتِ خود

باغِ بہشتم نفس گل کنم — ہر چہ بگو نید تحمّل کنم

کام شوم مشربۂ دل خورم — جام شوم زہرِ ہلاہل خورم

دستِ مرا سوی محمّد برید — بردرِ دریوزۂ احمد برید

بر سر آن خوان کہ کریمان نہند — شاہ و گدا را ہمہ یکسان نہند

ہمتِ پیران مددِ جانِ من — لطفِ عزیزان پیِ درمانِ من

ارکہ بہمسائگی مردم است — گر ہمہ دیواست ازیش خود گم است

عشق سخندانِ رموزِ من است — در دلِ شب مشعلہ سوزِ من است

زینتِ دل رونقِ ایمانِ من! — مونسِ من، محرمِ من، جانِ من

حالِ تو ہم با تو بگویم کہ چیست — خود تو بگو محرمِ این پردہ کیست

ای تو نمک پاشِ کبابِ دلم — چاشنی اندازِ شرابِ دلم

موی شگافندۂ معنی توی — شاہد و ساقی و مغنی توی

روے زمین آب وجود از تو یافت — پشتِ فلک چشمۂ جود از تو یافت

پنجۂ خور مشعلہ بردارِ تو! — ثابت و سیارہ پیِ کارِ تو

ای کہ سرِ عشقِ مجازی تراست | خواہشِ این شعبدہ بازی تراست
بایدت اوّل ادب آموختن | دیدہ بہم دوختن و سوختن
بی ادبی راہ نمود ہواست | دہ کہ ہوا ازچہ و عشق ازکجاست
گر سرِ انسانست سخن گوش کن | ورنہ مگو بیہدہ خاموش کن

# حکایت

درطرفِ روم یکی ماہ بود | لایقِ نظارہ و دلخواہ بود
شہد و شکر را بہم آمیختہ | بر سرِ آن کانِ نمک ریختہ
شانہ و آئینہ فگندہ ز دست | رستہ ز منت کشیٔ ہر چہ ہست
در ہوسِ زینتِ رخسارِ خویش | کردہ حوالہ بہ ادب کارِ خویش
عنبرِ احسانِ عمل یافتہ | غالیۂ عزّ و جل یافتہ
بادِ مسیحایئ نزہت گریش | ساختہ از گردِ تکلف بریش
سروِ قدش در روشِ روحِ پاک | درخمِ تعظیم بوسیدہ خاک
ماہ کہ سر حلقہ بگردن نہاد | صبح نگر روبزمین چون نہاد
چونکہ بنفشہ سرِ تعظیم یافت | دست دماغ از کرمش سیم یافت
سنگ دو روزی بادب درنشست | لعل شد و بر سر سنجر نشست
خسرِ دِ عاقل دمِ بیباک زد | آمد و زخمی جگرش چاک زد

(۱) ورنہ

کوه کن از تلخیِ تمکینِ خویش | شیر بها یافت ز شیرینِ خویش
غنچه نفس زیرِ قفسِ خویش کرد | چشمِ ادب یکدو نفس پیش کرد
آخر گلبانگِ تحمّل(۱) گرفت | دست کشاده دهنِ گل گرفت
ساده رخی رفت به مهمانیش | لب همه افسونِ پریشانیش
آن صنم القصه ادب کیش بود | بر بد و بر نیک خوش اندیش بود
گفت که ای سیمبر این شیوه چند | نخلِ برومند توئی میوه چند
دست بمشاطه گری باز کن | گرمیِ بازارِ خود آغاز کن
گل به شبِ تیره منوّر که دید | محتشمی بی زر و گوهر که دید
گوی فلک این قدر آهسته نیست | دیدهٔ خورشید فرو بسته نیست
وقت کمالست نشستن که چه | ختم(۲) نه اینست شکستن که چه
لازمِ خوبیست ستم کیشیت | معنیِ نازاست کم اندیشیت
زهر گیا ار بکشد باک نیست | در نفسِ ما(۳) و تو تریاک نیست
شوخ ادب چون سخن بزم گفت | گرچه بر آشفت عجب گرم گفت(۴)
کرد لب از آتشِ معنی بجوش | گفته خرد نکته به نکته بگوش

---

(۱) تحمّل (۲) آخر نه اینست شکستن که چه (۳) ماه (۴) سفت

# مثنوی گنجِ فقر

کنم از گنجِ فقــــر آگاہ انیک
درآیم در سخن بِســم اللہ انیک

مثنوی

# دُعا و التجا

خداوندا بفقرم راه بنمائی!
دری زان ره سوی درگاه بگشائی

که از ناکامیِ خود کام یابم
دران افلاسِ کُل آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا گُم
بشویم دست ازین شوریده قلزم

شوم در قعرِ دریای الهی!
امانت دارِ دُرهای الهی

ز آشوبِ دماغِ پُرتحیّر
گهی خود را صدف بینم گهی دُر

گهی زین هر دو بالاتر گزینم
صفاتِ بحر را در خود ببینم

به بخشش آیم از موجِ تفکّر
کنم دامانِ کوه و دشت پُردُر

بگیرم در کف از دُرِّ شاهواری
هم از خود بر خود افشانم نثاری

ز جوشِ سینه چون گردم سبک سیر
بیندازم نمای این کهن دیر

# آغازِ گنجِ فقر

بیا با قی چرا زین گونہ پستی
اگر دریا نہ خود قطرہ ہستی

صدف چندی گرفتہ در کنارت
زبی رنگی بہ رنگ افتاد کارت

صدف بشکن ز دریا گوہر آور
تو خود غوّاصِ خود شو سر بر آور

عروسان طالبِ این گوشوار اند
برون آتا بپایت سر گذارند

یکی در پردۂ گفتار برخیز
بگوشِ نو عروسِ خوش در آویز

اگر شد پردہ نازیبا چہ باک است
جمالِ پردگی بس تابناک است

چو نورِ پردگی بیرون نتابد (۱)
کسی از پردہ جز نامی نیابد

طلب بسیار شد وقت قبول است
بگویم گرچہ می دانم فضول است

کنم از "گنجِ فقر" آگاہ اینک (۲)
در آیم در سخن بسم اللہ اینک

(۱) شتابد (۲) اندک

# در توحیدِ باری تعالیٰ
## عزّ اسمہٗ

بنامِ آنکہ دریائی وجود است
زیک موجش دو عالم رانمود است

| | |
|---|---|
| نمودی فارغ از ننگِ خدائی[1] | فرو رفتہ بہ بحرِ آشنائی |
| چہ انجم پردہ را یکسو نکردہ | بروں گشتہ پیٔ اظہار پردہ |
| ولی انجم پرستِ چند کوتاہ | نگردیدند ازین اظہار آگاہ |
| ز استیلائی عشقِ نامقیّد | فرو رفتند در[2] انجم مجرّد |
| شدہ در قیدِ ناپایندہ چند | ہوا دار فرو آیندہ چند |
| بسی کمیاب می باشد ازین گونی | خلیل لا اُحِبُّ الآفلین گوئی |
| کجا آن غرقۂ بحرِ مطالب | کہ سر پیچد ز امواج کواکب |
| وجودش موجِ اللّٰہی بیابد | ز اصلِ موجِ آگہی بیابد |
| ببیند موجِ حُسن و عشق یکدست | شود زین[3] موجِ عالمگیر سرمست |
| نیک بحر است چہ انفس چہ آفاق | چہ حسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق |

(۱) جدائی (۲) در انجم مجرّد۔ (۳) باموج

عجب بحر است خود در خود شناور — تعالی شانہ اللہ اکبر!
اگر علمی است از علم خدائی است — خودی هم کبریائی بادشاهی است
درین معموره کثرت را چه کار است — همین یک ذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت وگر علم و اراده است — بظاهر نسبتی(۱) چند اوفتاده است
همان اصل نسبہائے چند و چون است — زهر نسبت که میدانی برون است
زبحر جود او کونین جوئی!!! — زجوی لطف او آدم سبوئی
سبوئی نه که از جوهر کشد سر — سبوئی آب رفتار و شناور
سبوئی خاک و آتش راندیده — خدائش جمله از آب آفریده
چو آب صاف خالی از کثافت — شده ظاهر زبیرونش لطافت
لطافت عکس نور لایزالی — نه آن عکسی که از اصلست خالی
چه عکس است این قدر از اصل معمور — چه نور است این همه سبحان ذی النور
زهی(۲) قدرتی که چندین بیش و کم ساخت — زبحرش قطره بیرون بینداخت
همان بر وحدت خود پائی بر جا — زخود کرد این همه کثرت هویدا
ازین کثرت نیفزود اعتبارش — وزین جنبش نشد هرگز قرارش
حوادث را بدانش نیست کاری — نیاید هرگزش نو اعتباری
بنامم ایزد دریائی سرمد — تعالی الله زهی ملک مؤبد

(۱) پستی (۲) زهی نوری یا زهی قدرت

ازین دریا نمیدانم چہ گویم | چون در موجش ز ہستی دست شویم
چو من در نیستی گردم تہی گرد | کہ خواہد گوہر از دریا بر آرد
خبر دارانِ این بحر چو از نور | وجودی داشتند از غیر مستور
قُبابِ[1] عزت اندر رو کشیدہ | جمالش چشم مخلوقی ندیدہ!
در آن پردہ کہ دریا خاص خود بود | چنین دانم کہ خود غواص خود بود
چو من در موجِ دریا رہ نوردم | گہی در فرق و گہ در جمع گردم
چہ[2] گویم زیر چوگانِ ارادت | بشارت باد بختم را سعادت

# مُناجات

خداوندا درین چاہِ نفس گیر | طلسم حیرت[3] و زندانِ تزویر
حلاوت گیر دلہای عزیزان | فرح بخشِ دماغِ بی تمیزان
سرای سر بسر خون ریزِ مردم | مشعبدخانۂ پُرمار و کژدم
ہمہ منقادِ ابلیسِ لعین را | نہادہ زخم جانِ نازنین را
بسربازی رسیدہ نفسِ نامی | کشیدہ از می ابلیس جامی
قبولی گرچہ از شیطان شنودہ | ز شیطان گوی رسوائی ربودہ
ہمان[4] ابلیس را فرزند بی قیل | خطابش قرۃ العین عزازیل

---

(۱) نقابِ غیرت برو کشیدہ (۲) چو (۳) حسرت (۴) ہمہ

ز آتش زاده دیو آدمی رنگ   بآتش بارگی عالم ازو تنگ
من بیچاره در دامش زبونم   درونِ چاهِ او بارش نگونم
گهی در خشم گه در آرزو خوار   میانِ آب و آتش دارَدم[۱] کار
گهی در خلوتِ شیطان کشد رخت   در ایوانِ سیه بختان زند تخت
گهی در روی کارم پرده آرد   یقینم را بتاریکی کشانَد
گهی تا زد پیِ کسب کمالات   دهد نقدم بتاراجِ خیالات
گهی این نا قبول از لبس عداوت   پیِ جذبِ قلوب آرد ارادت
ز درویشی کند شرح و بیانی   ز علم و شعر خواند داستانی!
گه آید در سکوت و در تفکّر   شود اهلِ ارادت[۲] را تصوّر
که جانش غرقِ دریای وجود است   برون از خلق در عینِ شهود است
زمانی در مناجات آورد روی   ز فکرِ آخرت گردیده یکسوی
که از بهرِ چه تخمِ زهد کارم   سر لذّات فردوسی ندارم
ازین غافل که دنیای لعین را   بپرورده فسادِ کار دین را
یعنی دوست را پرده دشنوان   چو پرورد ی عبادت کرد نتوان
گهی در عشق بازان[۳] افگند روی   هوادارِ بتان عنبرین موی!

---

(۱) دارم (۲) این بار و (۳) بازی افگند گوی

دل اندر دستِ نظارہ نہادن | متاعِ عقل و دین از دست دادن
بر آید دودش از زلفِ مجعد! | دران دامِ بلا گردد مقید
چو بیند فتنۂ رفتار و قامت | فراموشش شود ہولِ قیامت
چو چشمِ پُرخمارا فتد دو چارش | شود آشفتہ روزِ(۱) روزگارش
کند مژگانِ خون ریز از کنارہ | بہ عیاری دلش را پارہ پارہ
نگاہی آتش افروزد جنون را(۲) | بسوزد خرمنِ صبر(۳) و سکون را
فسون از دولتِ تریاک جوشش | ز نخلستانِ خلد آرد فتوحش
شود افسانۂ روت ددماغش | دمِ سردی برافروزد چراغش
بہ تہمت(۳) ہای خون ریزار شود خیر | نہ دینش ماند و نی دل نہ تدبیر
درین دُکانِ سودا چند باشم | بایں آہنگ تا کی دل خراشم
غباری را کہ نہادی اساسش | بہ لطفِ خویش کردی روشناسش
نخست از خلوت افگندی برونش | بدین ویرانہ کردی رہنمونش
فرستادی درین ظلمت سرایش | شکستی خارِ محنت زیر پایش
بہ صد بیگانہ سر(۵) افرازہ کردی | بچندین دیو ودد ہمسانہ(۶) کردی
محبت نامہ در جنبش نہادی | دبستانِ بلا را در گشادی

---

(۱) روی (۲) بار (۳) صبرش بہ یکبار (۴) تکلم ہای یا تبسّم ہای۔
(۵) ہم افسانہ کردی (۶) ہم خانہ کردی۔

باُستادِ ہوس تسلیم کردی — بجدِ ستمگاریش تعلیم کردی
نسیمِ غمزہ سر دادی بباغش — دمی طرفہ دمیدی در دماغش
عنانِ عقل بگرفتی ز دستش — بشیرین عشوۂ دادی شکستش
طریقِ عشق بازی را نمودی — دلِ ناکردہ کارش را ربودی
خود از ہر سو عبیر افشان رسیدی — باندازی[1] کہ می بایست دیدی
لباسِ مختلف پوشیدہ سرمست — ربودی صبرش از دل کارش از دست
بحمد اللہ کہ مسجودم تو بودی — مدارِ بود و نابودم تو بودی
اگر در دیر و گر در کعبہ بودم — بتو می گفتم از تو می شنودم
تو بودی حلِ چندین مشکلِ من — تو بودی راحتِ جان و دلِ من
ہمیں سر گرمِ سودائے تو بودم — بہر جا در تمنائے تو بودم
اگرچہ این سخن مستانہ گفتم — غبارِ شرکِ چندیں سالہ رفتم
دو روزی کاندرین بتخانہ بودم — بسانِ سُبحۂ صد دانہ بودم
دلی ہر یک بر آوردہ دکانی[2] — بہر جا رنگی و ہر سو نشانی!
درِ توحید بر رویم[3] کشادی — شعوری در دلِ رستہ نہادی
وجودِ رستہ برقی گشت سوزان — نہ در خرمن صد رنگ پوشان

---

(۱) بآئینی کہ الخ (۲) زکانی (۳) رو دیش

برون رفتم ز خود چون دانه از پوست — بجستم از میانِ دشمن و دوست
وگر دانی که من حق ناشناسم — درین معنی ز اربابِ قیاسم
مرا بی‌مدار، خود کن ترجمانی — انا الحق گوئی و سبحانی تو دانی
چو من بی اعتباری خاک بهتر — ازین غش نقدِ معنی پاک بهتر
درین دریا که ناپیدا کنار است — حبابی گر فرو ریزد چه عار است
ربودی[۱] خواهم از یک جوش آهنگ — که هم تا جم براندازد هم اورنگ
غباری آیدم در دیده گستاخ — نه از صحرا خبر یابم نه از کاخ!
دماغم خود فروشی می نماید — مهی گر پرده پوش آید خوش آید
درین فیروزه کاخِ آدمی خوار — غریب افتاده ام بی یار و غمخوار
تو ای مسکین نواز و بنده پرور — به جولانگاهِ هیجا نم در آور
چو در گور استخوانم را گذارند — پیِ گفت و شنودم بر نیارند
که من رنگِ ریا و شک ندانم — من و ما در وجودِ خود نخوانم
مرا بی حاصلی ها یم تمام است — عذابِ گور ترسیدن[۲] کدام است
بجانم زان شعور و نکته دانی[۳] — توانائی بکن کاری که دانی

---

(۱) ربودی خواهم از یک لب خوش آهنگ (۲) پرسیدن (۳) ندانم من شعور الخ

# حکایت

شنیدستم که می نالید پیری / ز دنیا و ز عقبیٰ گوشه گیری

جنون در کارِ کاوِ سینه اش بود / هوای خلوتِ دیرینه اش بود

همان بیرنگی و بی اعتباری / دمادم می فزودش بی قراری

همانا بود اوّل می ربودش / جمالِ خود نهانی می نمودش

سرشک از دیده می بارید و می گفت / شگافِ سینه می خارید و می گفت

که هر کس را تمنای محالی است / نهانی هر دلی را قیل و قالی است

مرا هم در دماغِ آرزو خیز / بخاری می دود نومیدی انگیز

که می دانم مرادم بر نیاید / ازین ششدر کشادم بر نیاید

ولیک از قسمتِ قسّامِ ذوالمنن / نصیحت ناشنو جانی است در من

همین نابودِ خود می خواهد و بس / همین در آرزو می کاهد و بس

چو در حشر از لحد بیرون کنم سر / ز من بوی نه بینند(۱) اهلِ محشر

مبادا آن دمم شود(۲) از خود گرفتار / ز نفسی نفسیم افتد سر و کار

---

(۱) نیابند (۲) شوم

بفضلت چون بهشت آیم خرامان　　غبار قصر و باغ از من برافشان
دماغِ خودپرستی نیست در من　　تمیز بالا و پستی نیست در من
بلی آن را که چشمم تیزبین است　　دلی(۱) با داغ حسرت همنشین است
برون از دوست آرامی ندارد　　بخود قطعاً سرانجامی ندارد
من(۲) این طفلِ سخن نادان ورخواب　　پی آن نیز(۳) گیرم اندرین باب
زمانی حلقهٔ این در زنم چست　　کنم بندِ تعلق از همه سست
شوم همراه(۴) مردان اندرین غار(۵)　　متاعِ فقر را گردم خریدار
با تش درد هم رختی که دارم　　قلندروار آهنگی برآرم
برهنه از خود و فارغ ز پندار　　ازین بازار بردارم سروکار
زلوحِ دل تراشم نقشِ هستی
زمانی وارهم زین خودپرستی

---

(۱) دانش (۲) من و این طفلِ نادان در خور و خواب (۳) راه گیرم (۴) همرنگ (۵) کار

# در نعتِ حضرتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

گرم فیضِ ازل بخشند دل و دست
کہ در ہم ریزم این بتخانہ ہست

ازین اقبال یابم احترامی — کنم خاصانِ احمد را سلامی !
سرشک افشان زمین بوس ثنا گوی — بسلطانِ رسالت آورم روی
چو در نظارہ اش روشن کنم رای — دران نظارہ جاوید افتم از پای
تماشا را جگر بخشم کہ می جوش — تمنا را دہن گیرم کہ خاموش
بدل گویم سعادت ہم نشین است — مقامِ قاب قوسینِ تو این است
جمالِ خواجہ معراجِ وجود است — قبولش دُرة التاجِ وجود است
نسیمِ رحمتش پیکِ امین است — زمینِ خدمتش عرشِ برین است
چو در ایوانِ ما زاغم مقام است — بہشت و حور و قصر اینجا کدام است
ثنایش با ثنا خوانش بگذار — تو نادانی زبانِ خود نگہدار
قدش می گوید ای من خاکِ پایش — کہ بی ہمتاست سروِ دلربایش
سہی سروی ز بستانِ خدائیست — ستونِ بارگاہِ کبریائیست

سرایِ کون دارد نورِ بینش        ازین فانوسِ شمعِ آفرینش
کلامم(۱) روح پرور مستنیر است        که روح القدس ازوی بهره گیر است
همان عیسی ازین دم بهره ور بود        که در انفاسِ او چندان اثر بود
سرافیل است ابجد خوانِ این درس        نهاده گوش در سامان(۲) این درس
رُخش مرآت نورِ لامکان را        صلا در داده بینایِ جهان را
که هان در من جو دیدی بیشکِ ریب        خدا بین آمده(۳) در پردهٔ غیب
درونِ پرده من بودم که آدم        ملک را شد به مسجودی مکرّم
جمالِ یوسف از من آب خورداشت        که عالم را جهان(۴) زیر و زبر داشت
دلش آهسته با خود در ترانه        که از تیرِ عجب دارم نشانه
حریفِ رازدارم دیگری نیست        نهالِ عشق را جز من بری نیست
چنین دانم که اسرارش کماهی        خرد(۵) شمی داند و عالم الٰهی!
عروسِ خُلقش اندر شرح این ست        که نورِ قدسِ من پرده نشین است
سرایِ حسن و خلوت گاهِ عشقم        ز من جوئید ره من راهِ عشقم
صفاتِ دوست را بی نقل و تحویل        منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل
خدا جوئی که در من آورد روئی        به دقتِ سنتم گیرد تکاپوئی

---

(۱) کلامِ زندگی بخشش مُنشیِ است (۲) برآوازِ الخ (۳) آمدی (۴) چنان (۵) علم

برون از فکر و فارغ از روایت     منم (۱) در گوشِ جان گویم حکایت
چو در پوشش در قفس گردد نفس گیر     من از نِی برکشم چون روغن از شیر
شود دانا به اسرارِ نهانی !!     بگیرد لوحِ محفوظِ معانی
جبینِ فطرتش (۲) با لفظِ چون دُر     سخن گوید (۳) که جانکاهست در خور
زیک جانب جمالِ دوست دیدن     زیک سو بارِ استغنا کشیدن
دل از معلومِ خود آزاد کردن     طلب را در محالِ ارشاد کردن
دمِ تسبیح و استغفار بسیار     خبر دارد (۴) روز و راهِ بندگی کار
چو در دل نورِ تحقیق آورد جوش     حسابِ بندگی گردد فراموش
ازان لب نیز (۵) استغفار این است     هم از مستغفرین شو کار این است
زبانِ اشک بر رخسارِ گلنار     حدیثِ عشق بازی کرده تکرار
برون در داده اسرارِ نهانی     شده سرگرمِ این گوهرفشانی
که طغیان را درین کشور گذر نیست     درختِ عشق را جز فقر بر نیست
چو عشق از نامرادی (۶) بار گیرد     برومندی رهِ نایاب گیرد
بیک یک ذره اش صد گونه راز است     فرود آ، خامه کین منزل دراز است
همینم بس که بفرستم سلامی     که کارم گیرد از وی انتظامی
درین حیرت رهِ بهبود یابم     روانش را ز خود خوشنود یابم
بمن کرمته یا ذا المکارم     علی خیرِ الوریٰ صلّ و سلّم

---

(۱) منش (۲) فکرتش (۳) گوینده (۴) خبر گوید که دارد بندگی کار (۵) نیز (۶) آب

# مخاطبهٔ سیدالمرسلین صلی الله علیه وسلم

بیا ای آرزوی سینه چاکان
مرا از تن بیگانگی بیفشان

درین بستان اگر خاری شود کم — کدامی مرغ خواهد داشت ماتم
درین[1] گلشن اگر برگی شود زرد — که خواهد خاک بر سر کرد ازین درد
چه خواهد شد اگر دریا بجوشد — نقابی بر سر یک قطره پوشد
فلک گر تند بادی را گمارد — که زین محفل غباری را برآرد
بیا ای نوح طوفانی برانگیز — با این خاک هوس آلود بستیز
اشارت کن بموج پر تلاطم — غبار تیرک اندر روی زمین گم
فرود آ ای کلیم الله ازین کوه — تجلی کن باین فرعونان انبوه
عصای اژدها صورت بجنبان — نمود چند را نابود گردان
شما ای خواجه ابروی هلالی — شبیخون[2] بر برین شوریده حالی

---

(۱) ازین. (۲) شبیخون بر سر الخ

بگفت آور زبانِ گوهرافشان — غبارِ هوش از مغزم برافشان

یکی روی جهان افروز بنمائی! — حجابِ ماه و رشکِ روز بنمائی

بتی را گرمیِ بازار بشکن! — خلل در طاقِ این کسریٰ بیفگن

بکن دکانِ این شیطان مشوش — بهم برزن بساطِ آب و آتش

سرِ گردن کشی در سجده آور! — ابوجهلِ ضلالت را بزن سر

گرفتم ناکس و کژمژ بیایم — محمدؐ را رسول الله دانم

نقابِ کبریا از پیش بردار — مرا هم مندرج در امتی دار

درین دیرِ کهن بتها شکستی! — دلِ چندین صنم خواهان نجستی

فسونِ اهرمن نابود کردی — هدایت را سپندِ دود کردی

بتی دیگر درین ره خورده گردان — صنم خواهدگرا دل برنجان

بسی رختِ هدایت بی رواج است — درین دکان سپندی احتیاج است

من اکنون خود سپندِ این متاعم — نما یک شعله در ابتیاعم!

بسی جستم درین نابود گشتن — ز تو گرمی ده از من دود گشتن

دلی دارم که خوبی را غلام است — باندک جلوه کارش تمام است

چو دریای ملاحت برزند جوش — کنم یکبارگی خود را فراموش

چو در عشقِ تو جان فرسائی باشم — کدامم من که پابرجائی باشم

# حکایت

چو شورِ عشق در مجنون اثر کرد — تمنای دران دیوانه سر کرد

که دل از بندِ خود یکبار بر داشت — نه از راحت نه از کاهش خبر داشت

تنش سرگرمِ خواهش[1] زنده می بود — دلش از زندگی شرمنده می بود

عَلَم بیرون زد از سیمائیش[2] آن درد — عزیزان را و خویشان را خبر کرد

فغان بر داشت بیدادِ[3] تظلّم — سرایت کرد در دلها ترحّم

همه یکدل بتدبیرش دویدند — ز زر و تیغ و زبان بیرون کشیدند

نخست از مردمی و خوش زبانی — فرستادند لختی ارمغانی

ترحّم را شفیع خویش کردند — سرِ عجز و فقیری پیش کردند

شبِ مجنون و بیداریش گفتند[4] — سرشکِ خویش خونخواریش گفتند[5]

همان کاهیدن و خواری نمودن — همان زاری و بیزاری نمودن

ازان سر بستهٔ غم تعبیه کردند — بصد سنگین دلی تفسیر کردند

دلِ[6] مجنون دران مجمع خبر[7] داشت — دران صد پرده خود آهنگ بر داشت

---

(۱) کاهش (۲) سیمائش (۳) فیضانِ (۴) کردند (۵) سرشکِ خون خونخوارش کردند (۶) دلی (۷) گفته

دگرنه رازِ غم خرّم ندارد[1] — حدیثِ عشق هر بی غم ندارد[2]
سخن القصه در گرمی در آمد[3] — عزیزانِ صنم را در خور آمد[4]
بمیدانِ مروّت رخش راندند — به تسلیم و رضا گوهر فشاندند
که ما را نیست تقصیری درین باب — ولیکن تاب[5] می باید کجا تاب[6]
کنم اینک رخِ لیلیٰ مهیّا — ولی هوشی ز مجنون باید اینجا
خود آن بیچاره ستِ بابِ خویش است — خود افیونِ[7] خود و هم خوابِ خویش است

## حکایت

برآمد پشه از بادی چو دل تنگ — بدامانِ سلیمانی بزد چنگ
سلیمان باد را احضار فرمود — حضورِ باد لود و پشه بر بود[8]
دران پشه اگرچه ظلم ره داشت — ولی نه از غیران بخت سیه داشت
دو قومی بیوقوفی ناخردمند — فرو گفتند ازین سان قصهٔ چند
بهم در ساختند از فکرتِ خام — نفهمیدند عشقِ بی سرانجام
ندانستند مجنون را که مست است — ز سرمستی هلاکِ آن شکست است
دلِ دیوانه اش در قیدِ عشق است — ز سرتاپا وجودش صیدِ عشق است
عروسِ عشق هستی بر نتابد — نجبته خود پرستی بر نتابد

(۱) نداندد (۲) نداند (۳) درآید (۴) درآید (۵) باب (۶) باب (۷) افسون (۸) بهم

# رجوع به مخاطبهٔ زمین حضرت سیّد المرسلین صلعم

من از خود سیرم ای مقصود جانم
بمردن آکاین غبار از خود فشانم

برم سرمایه از خلقِ عظیمت
بگیرم قوتِ جاوید از نسیمت

شکست افتد درین مشتِ مخیّل
حواس سه کشم گردد معطّل

ازین چهره کر بر سر دیده بان است
چه ظلمتها که بر جانم روان است

بهر جا عشوه انگیزی گذر کرد
دران خرچهره آشوبی اثر کرد

بهمدستیِ دیوی ناخوش آهنگ
زنانّم فکرتم آرد فراچنگ

بتوحیدم(۲) بر انداز دکه برخیز
درین صورت بمقصودے درآویز

بهر جا جلوه گر اصلِ وجود است
نمودی چند پندارم نبود است

بهر سو پیکر(۳) اصل است پیدا
چه لیلی و چه شیرین و چه عذرا

همان نور است بی تاویل و تمیز
سخن گوئی و زبان بندو دل آویز

معاذ الله چنینیم گر گذارند
در عیمم بر و پوشیده دارند

فسونِ اهرمن از جان پذیرم
مقامِ وهم خود را عین گیرم

---

(۱) زنانی فکرتم یا زنا م فکرتم (۲) در (۳) جلوه

بکف بگرفته شمع(۱) از راه افتم — بنادانی و کوری در چه افتم

نیارد نزد بینا جز حقارت — نظر ناکرده دعوی بصارت

برسم علم توحید ار خبیرم — دران کشور لبیبی روشن ضمیرم

ولی رسمش به ترباکی ندارد(۲) — باندک نشهٔ باکی ندارد(۳)

گرفتم عین توحید است عالم(۴) — ازان جوش است چندین قیل و قالم

چو نور ذات بردل حمله آرد — کجا تفصیل اسمارا گذارد

دران موطن که ذات(۵) آرام گیرد — دل از علم صفاتش کام گیرد

ولی علمی است دروی مندرج حال — سر آمانی و بنیاد اعمال

چنین دل گر به وهم آمد عجب نیست — گمانی بعد ازوی بی سبب نیست

ازین معنی بهر صورت زند دست — که باشد گردم از جام(۶) صفت مست

کند یارا زدرون پرده فریاد — که وقت عاشق شوریده خوش باد

هنوزم رخصت دیوانگی نیست — طریق شرع جز فرزانگی نیست

نمی دانیم چیزی(۷) اندرین ره — برون از شرع دنیکی حاشا لله

نامشروع گر اندک جمال است — درو مضمر بسی قهر و جلال است

چو قهر حق ببینی گوشه گیر! — ادب اینست باقی مکر و تزویر

ترا در قید صورت کار خام است — به مطلق رو مقید نا تمام است

---

(۱) شمعی از ره افتم (۲) نشاید (۳) نشاید (۴) عالم (۵) جان (۶) خرد مست (۷) نمی دانم خبرے الخ

چو در بحرِ وجود از خود بر آئی
بجولانگاهِ دانش(۱) راسخ آئی!

جو فردا باطن(۲) از ظاہر بر آید
درِ مقصود ات از ہر در کشاید

بر آید آفتاب از چپ و راست
ہمہ دیدار گردی بی کم و کاست

تو اکنون خاطر از ہستی بپرداز
ازین آئینہ زنگ(۳) خود برانداز

عدم شو کاندران مرآت نور است
جمالِ دوست را انجا ظہور است

امانت دارِ جانان جز عدم نیست
عدم در عرصۂ لوح و قلم نیست

ہمیشہ خلوت از کونین دارد
از ان سرمایۂ نورِ عین دارد

## خطاب بہ دل از حسرت و باز ماندگی از مطلوب

دلا تا چند ازین(۴) افسانہ گفتن!
زخود گنجِ دو عالم را نہفتن!

چو بلبل در قفس رقاص بودن
ہوا خواہِ ہوس را خاص بودن

دمی نقاشِ لوحِ باد گشتن
زمانی از ہوائی(۵) شاد گشتن

گہی در خود فروشی رہ سپردن
برسوائی متاعی پیش کردن(۶)

گہی چنگِ حقیقت ساز کردن
ز وحدت قصۂ آغاز کردن

خود اندر کثرت از بس سست رائی
(۷)چو کثرت ہرزہ گرد در روستائی

---

(۱) ز دانش (۲) ظاہر از باطن الخ (۳) زنگ (۴) این (۵) در ہوا دلشاد گشتن (۶) بردن (۷) بہ

یکی زین بادپیمائی فرود آئی | زبان در بند و راہِ سینہ بکشائی!
فرو رو گر ترا رفتن مراد است | میا بیرون کہ بازارت کساد است
جہان فانی است بر فانی منہ دل | ازین مشتی اند بذب بند بگسل
چو بگسستی ز خود بندِ جہان را | گرفتی پردۂ نورِ لامکان را
شدی در پردۂ تصدیق و تسلیم | برون از فکر و استدلال و تعلیم
سبق از عَلَّمَ الرحمٰن گرفتی | ز دستِ موہبت ایمان گرفتی
چو در بحرِ یقین خود را سپردی | ز ہر صنعی بصانع راہ بردی
دلت زان بی نشان آگاہ گردد | محبت مقتدائی راہ گردد
ز راہی گر نظر افتد گزندت (۱) | شود دورِ تسلسل پای بندت
گہی اندر نحوست (۲) داغ بر دل | شوی گہ از طبائع پای در گل
گہی فکرت بہ تعطیل افگند گوی | چو جسمانیہ در وہم آوری روی

## حکایت

زہی نورِ یقین دانائی کارش | ہمان بر سادہ لوحیہا مدارش
دل اندر مخبرِ صادق نہادن | بران صدقِ مجرد ایستادن

---

(۱) ز راہی کرد منظر الخ (۲) نحوست

زتاثیرِ محبت مست گشتن  زطورِ عقلِ خود بین درگذشتن
ازین صدق و محبت نیز رستن  بسانِ قطره در دریا شکستن
دگر ره سر برآوردن ز دریا  حباب آسا ولیکن پای برجا
باحکامِ شریعت سر نہادن  زمینِ استقامت بوسہ دادن
بکلی از مرادِ خود بریدن  نقابِ نیستی بر رو کشیدن
بطورِ عقل و ایمان راہ بردن  بایمان کارِ ایمانی سپردن
بعجز آسا ز ہر چون و چرا دور  بکلّ[۱] مقبول و بی تاویل منظور
جمالِ قہر در رو مواس دیدن  بجدّ و[۲] اہتمام ازوی بریدن
عدم خواہان ز ہستی تر دبودن  زننگِ[۳] خود سراپا پر دبودن
رہی بی راہ در وانیجا نہ پیدا[۴] است  قلندر گشتن و تفرید اینجاست
بیا دل رخت زین تنجا نہ بردار  رہی کت شرح آن دادم بدست آر
زمانی در تحیّر لال بنشین!  بردن از فکر و استدلال بنشین
کہ از قلبِ سلیم آمد سعادت  سعادت نیست جز نفیِ ارادت
زنفی اثباتِ الا اللہ یابی  بایمانِ مجرد راہ یابی!!
دمِ آخر ز تجدیدت گزیر نیست  ز استدلال و فکر آنجا اثر نیست

(۱) شدن ز ایمانِ بی تاویل (مورد) (۲) بجدِ اہتمام (۳) زننگِ خود سراسر در دلبودن (۴) ہویدا است

بود تجدیدِ ایمان انجذابی | که "از من رو مگرد ای گمرہ" جوابی!
چو ہر دم می تواند بود آخر | درین تجدید دایم باش حاضر
بشو مستغرق اندر نفی واثبات | مکن تاخیر فی التاخیر آفات

# داستان

شبی خوشدل تر از روزِ جوانی | سرم در خواب و دل در کامرانی
درآمد پیکِ امیدم دلاور | نسیمی یافتم مقصود پرور
نظر چون از تحیّر باز پرداخت | بسیمای سعادت[۲] دید بشناخت
گرامی خواجۂ احرار را دید | چه خواجه مخزنِ اسرار را دید
لب اندر معرفت گوہرفشان داشت | سخن از بی نشانیها نشان داشت
بگفت آن شاہدِ خلوت گہِ راز | که دلها در رہش آمد سرانداز
گہی از حسنِ صورت سر برآرد | بجانِ عشقبازان حمله آرد
گہہ از صورتِ ملیح آمد نمودار | مغنّی گر دد از وی گرم بازار
ولی آنرا که در جانش اثر کرد | برون از جان و تن در خود سفر کرد
دثارِ[۳] جان شعارِ تن بر انداخت | پیٔ مقصودِ خود از خود بپرداخت
بتحقیق آنکه انسان است انیست | زچشم غیر پنہان است انیست
پیمبر چون زسترش پرده برداشت | ظلومی لازم آن نامور داشت[۴]

---

(۱) که از تو گشت اخ (۲) دید ه بشناخت (۳) شعار جان دثار تن بینداخت (۴) ساخت

چو در انوار کل شد محو ناچیز — بهم بر زد دو کان و هم تمیز

ز خود بگذشت و گوئی مردی برد — امانت با امانت خواه بسپرد

کدامین ظلم ازین بسیار باشد — کہ بندہ بے[1] صفت بیکار باشد

تکبّر نیز وصفِ ناگزیر است — مقید خود بناچیزی اسیر است

نہایت رفت و آمد بی نہایت — چہ کبر است این مبرّا از خیانت

دران شب کہ نسیمِ بختِ بیدار — ز بوئ معرفت گشتم خبردار

پیٔ صورت پرستی خاص بودم — باندک رنگ دبو رقاص بودم

برآمد سالہا کین خواب دیدم — بار شادی کہ می باید رسیدم

دلی زان بادہ خالی نیست جامم — ہنوز آن جلوہ را از جان غلامم

ہنوزم اندران بازار راہ است — ہنوزم دل گرفتارِ نگاہ است

کنون دستِ من و دامانِ خواجہ — مگر رہ یابم از احسانِ خواجہ

چو در اوّل ہدایت از تو دیدم — نہایت در بدایت از تو دیدم

گیاہم پرورش دید از نسیمت — قوی دل بودم از خلق کریمت

امیدم بود کاین خاشاکِ نابود — دران دریائ آتش برکشد دود

دران نابود یابد استقامت — وجودِ خواجہ ماند تا قیامت

---

(۱) عاجز و بیکار باشد

شود یکباره از پندارِ خود پاک　　برون ماند همین نامی ز خاشاک

چه دانستم که استغنا دلیر است　　عنایت اینقدر ها زود دیر است

مرا یکباره اندر راه راندی　　باین خواری که می بینی نشاندی

گر افتادم ز راهِ استقامت　　تو خوش بنشین در ایوانِ کرامت

من انیک در ظلمنا سر نهادم　　باستغفار و یارب الیتا دم

چه باشد گر ز (۱) تو اخلاق الهی　　پسند آری بانَدک عذر خواهی

در اوّل هم قبولت بی سبب بود　　کَرَم سامانِ امید و طلب بود

مرا بیخود (۲) بسوی خود کشیدی　　بنورِ غیب دیدی آنچه دیدی

ز فیضِ آن کشش و ز لطفِ آن دید　　نشاندی در دلم تخمی ز تجرید

جز آن معنی که صاحب سرّ آنی　　فرو ناید سرم در هر دکانی

مرا خود نیست چندان سرفرازی　　کزان معنی بیابم دلنوازی

یکی از اوجِ عزت خود فرود آ　　گره البته دارم جمله بکشا

بخاکِ پایت ای فرخنده دیدار　　نیی محتاج و لیسیارم طلبکار

فرو افتادنم از بس غریبی است　　شکستم از خمارِ بی نصیبی است

نمی دانم کُدامین سو برآیم　　کجا این بارِ محنت را کشایم
ازین عنقای نهان انده چه پرسم　　سلیمانِ زبان دان از که پرسم

---

(۱) گر تو ز اخلاقِ الهی (۲) از خود

# حکایت

| | |
|---|---|
| زلیخا را چو در خوابِ سیه روز | جمالِ یوسفی آمد جگر سوز |
| نمی دانست کآن مه را چه نام است | مقامِ خاطر افروزش کدام است |
| دلی در بندِ غم کاهیده می داشت | دماغی در هوا شوریده می داشت |
| همی درد و همی سوز و همین ریش | نه از معشوقش آگاهی نه از خویش |
| خبر نایافته جان در تقاضا | برون از کشمکش جهت دل در تماشا |
| از آن حیرت بسی افسرده می بود | فرو افتاده چون مُرده می بود! |
| چو در مصرش نشان دادند بر جست | دل از حیرانی و جان از جنون رست |
| درین سودا که افتادم بدامش | نه یوسف می شناسم نی مقامش |
| نه آن خواهم(۱) که یوسف را نشاید | نه آن گوشم که پیغامش در آید |
| زلیخا وار سرم در تاسف | مگر در خواب بینم روی یوسف |
| ولیکن یوسفِ من بس غیور است | قبولِ چون منی بسیار دور است |
| بریزم نقدِ(۲) بینائی درین خاک | شوم در تربت شکستن چست چالاک |

---

(۱) خواہم (۲) رخت

ز رعنائی و خود مستی بر آیم ... تہی خواری کہ باشد در خور آیم
گدائی رہ نشین گردم درین راہ ... کہ یابم یوسفی را گاہ بی گاہ

# مناجات

خداوندا مرا از من برون بر ... دران فقرم کہ می دانی فزون بر
نمود من کہ روپوشِ وجود است ... زبان بندِ دو صد گفت و شنود است
چو از نورِ ہدایت بال و پر یافت ... نخست از اسمِ المومن اثر یافت
فرود آمد بتحقیقِ سیاست ... بخلوت گاہِ ایمان و ارادت
ازین مہمانِ غیبی نورِ ایمان ... درخشان شد چو بلقیس از سلیمان
شہود از اوجِ عزت پست تر شد ... بسلطانِ ارادت تاجِ سر شد
شکستی یافت با چندین مراتب ... طلسمِ ممکن از انوارِ واجب
چو پی در پی شد آن نورِ شہادت ... بیک بار از خود افتاد این عمارت
رسیدند این دو سہ مرغِ خوش آواز ... بقصدِ لامکان کردند پرواز
کنون در خود کہ می بینم وحیدم ... نہ مؤمن نی مریدم نی شہیدم
چہ کار را اینجا رسید ای اصلِ ہر کار ... بکن نوعیکہ دانی جلوہ در کار

---

(۱) خود بینی (۲) کہ یابم یوسف خود را بنا گاہ (۳) سعادت (۴) باخت در

کنون دارم بجائی آن عبارت[1] | پریشان برقعی با صد خسارت
ازین برقعہ کہ مرکش باز در کار | بدست نفس و شیطانم گرفتار
عروسان گاہ گاہی برقع انداز | برون آیند در جولانگہ ناز
برافگن برقعہ و در جلوہ آئی | عروسان جہان را پردہ بگشائی
در خواہش زبی باکی کشودم | درین معنی دلیری ہا نمودم!
نقابی بر رخ این ماجرا کش | خطی بر روئی این چون و چرا کش
نہادم دل بہر نوعی کہ باشم | بتسلیم آدم واللہ اعلم

# بیان نسبت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز

دلی کز چشم ہر بینندہ مستور | بنعید از خود و باہست خود دور
برون از خود مقامی[2] برگزیند | زبس آثار جذب دوست بیند
کند در سینہ[3] گوہر نشانی | ز اخلاق نبوت ترجمانی
دلش آئینہ نور رسالت | شود فرزانہ دستور رسالت
چو زین دیر فنا بیرون کشد رخت | زند در کشور وارستگان تخت

---

(۱) عمارت (۲) نقابی (۳): در مسند

شود سلطانِ جان در پردۂ او | ہدایت بخشِ رہ آوردۂ او
چو صادق رُو ازین ویرانہ برتافت | دلِ طیفور زین می چاشنی یافت
چو طیفور اندران منزل پر افشاند | دو اسپہ خرقانی از پیش راند
ہمان در نقشبندی بی کم و کاست | نسیمِ تربیت از رفتگان خواست
بظاہر پیرِ ش امیر کلال است | بپیرِ غجد و انش اتصال است
علی الاطلاق رشد از پیشگاه است | علی الحق مُرشدِ مطلق الہٰ است
نمو داری است نقشِ آدمی زاد | غدا آباد میدان آدم آباد
ولیکن سنت اللہ گشت جاری | کہ مخلوقی کند این پرده داری

## حکایت

زلیخا چون لوای یوسف افراشت
نخست از بیقراری پرده برداشت

زخواب و خورد فارغ شد وجودش | تمنای جز این در سر نبودش
کہ از کس بشنود نامی و جائی | زند در جستجویش دست و پائی
چو نخل بیقراری بارور شد | تضرعہای پنہان کارگر شد
زنام و منزلش آگاہ گردند(۱) | مُریدِ سیر(۲) و مردِ راہ گیرند(۳)

---

(۱) گردید (۲) پیر (۳) گردید۔

بد(۱) در کارش از سستی بر آمد — مرادش را بصد جان یاور(۲) آمد

بمصر آمد دلش(۳) از شوق پر جوش — هوای وصل هم خواب و هم آغوش

نظر چون در عزیزش رهنمون شد — بلا از یک طرف چندان برون(۴) شد

فریب روزگارش تنگدل ساخت — سلوکش از محبت منفعل ساخت

فرو(۵) بارید بی پایان تخم گے — ز باغ آرزو نگذاشت برگے

زکوهِ رنج سیلے قد بر افراخت — نشان عشرت از عالم بر انداخت

برآمد تیغ برکف برقِ بیداد — بخرمن گاه شادی دست بکشاد

زلیخا را در آن صحرای خونریز — خسی افتاد در چشم آفت(۶) انگیز

جهان تاریک شد چون تار گیسو(۷) — بتاریکی درآمد چشم جادو(۸)

چو ظلمت بست چشم از این و آنش — نظر افتاده بر خود ناگهانش

ز تاثیرِ نگاه جادوانه — دلش شد تیرِ محنت(۹) را نشانه

دلش کز تیرِ مژگان(۱۰) پر برآورد — پی نظاره چشمِ دیگر آورد

بپرواز آمد آن مرغ هوس گشت — ز اقلیمِ شهادت چست بگذشت

بغیب افتاد با یوسف دوچارش — سروش غیب کرد امیدوارش

---

(۱) بد نیر کارش یا بد در کارش (۲) یاور (۳) دلی از شوق الخ (۴) فزون شد

(۵) همی بارید الخ (۶) آتش انگیز (۷) گیسوش (۸) جادوش (۹) الفت (۱۰) ترکان۔

در آن امید روزی چند می بود ⁂ بآن[1] بو گهه گهه خورسند می بود

سوی غیبش دری بگشاده بودند ⁂ در آن در دیدهٔ بنهاده بودند

خبر می داد چشم غیب بینش ⁂ فزون می کرد هر ساعت یقینش

چو از نور یقین بیهوش می گشت ⁂ به یوسف دست در آغوش می گشت

عروس غیب می گفتش که ای مست ⁂ چه حاصل شد ازین سیر تهی دست

همان در گام اوّل با تو بودم ⁂ بتو هر لحظه خود را می نمودم

تو با غم می نشستی غافلانه! ⁂ تهی از دانش و از من کرانه

چو باز از خود خبر می یافت می سوخت ⁂ بر آن در دیدهٔ امید می دوخت

هوس می داشت کین چشم وفا کیش ⁂ برون از پرده بیند دلبر خویش

بلی هر ذره مشتاق جمال است ⁂ بهر سر آرزوی اتصال است

بناگه جذب عشقش کارگر شد ⁂ ز کنعان ماه کنعانی بدر شد

چو ملک مصر ازو شد گرم بازار ⁂ زلیخا شد[2] ازین معنی خبردار

ابهه جان در خریداری در آمد ⁂ بلا را در طلبگاری در آمد

شد از سر تا به پا آشوب جنونش ⁂ بمقصود دگر شد رهنمونش

حجاب چند پیش مقصدش بود ⁂ نظر با جملهٔ در نیک و بدش بود

---

(۱) بآن بو کوی بگوی، نسخه (۲) گشت

چو گشت آموزگارش مرشدِ کل | بدست آورد تحقیقِ توکّل!
ردائی یافت جنسِ ناروائی | تمنّا گیر شد دستِ گدائی
سبب می دید چشمِ خام کارش | بنازِ[1] و عشوه می برد اختیارش
خرامان گردی و آئینہ بینی! | خود آرائی در رسمِ نازنینی
تعلّل می داد آئینِ طلب را | زبان می کرد عشقِ بوالعجب را
جوانی و جمال و بینش انداخت | سروپائی تجمّل[2] جمله انداخت
بتی زانجمله سنگِ راهِ او بود | حجابِ جان یوسف خواه او بود
نمودندش کہ سنگِ راهت اینست | نظر بندِ دلِ آگاهت اینست
تو بندِ سیر و یوسف بندِ سیّار | ازین ناجنسیت سرد است بازار
غرض تعلیمِ غیبی[3] کرد تائید | بپایہ پایہ تا ایوانِ توحید

# التجا و نیازمندی بحضرت خواجہ بہاءالدین محمّد نقشبند خواجہ عبیداللہ احرار

ہنوز ایوانِ استغنا بلند است
مرا فکرِ رسیدن ناپسند است

گمراہی خواجہ اندازی کمندی | شوی صیادِ چون من ناپسندی

(۱) بنازِ عشق می برد لخ (۲) تحمّل (۳) غیبش

بسی امید بی بنیاد دارم | که نه مردم نه استعداد دارم
شکار لاغرم بی اعتبارم | متاعی کت قبول افتد ندارم
کشادیهای بازارم یقین است (۱) | اگر کار لیست للّه فی اللّه این است
زبانی حسبةً للّه برخیز | باین در خاک و خون افتاده مستیز
قبولم کن که اقبالت تمام است | در آن اقبال کارم را نظام است
قبول تو قبول نقشبند است | که در وحدت نه چونی و نه چند است
دو چشم و نور بینائی یگانه | نمی بینم تفاوت در میانه
وگر باشد تفاوت بس شبیه است | که دانم الولد سر ابیه است
بدور روشن چراغ سینه نست (۲) | تو چشمی و جهان آئینه تست
در آن پرشور چشم جادوانه | عروس نقشبندی کرد خانه
همان یک خواجه در گفتن تمام است | عبید اللّه بهاء الدین چه نام است
بهاء الدین زبی نقشی بلند است | عبید اللّه چو گویم نقشبند است
زبانم پر شکر زین نام بادا | دلم زین فکر شکر کام بادا
مراد ر بندگی چون پای بند است | بغیر از خواجه گفتن ناپسند است
ببین در بندگی ای خواجه یکسو | که (۳) انّ الفقر می دانم هو اللّه
درین دو خواجه دلبندم یکی شد | بخارا و سمرقندم یکی شد

---

(۱) کشادیهای (۲) چراغ از سینه (۳) که الفقر اذا تمّ هو اللّه

سمرقندم بهاء الدین نشین است ‏ ‏ ‏ ‏ بخارا اگر نه رفتم عذر این است

تو می دانی که عذرم بهترم نیست ‏ ‏ ‏ ‏ درین ره عذرخواهی دیگرم نیست(۱)

معاذ الله که استغنا بگیرم ‏ ‏ ‏ ‏ چه خاکم کاین چنین سودا بگیرم

ولیکن ذرهٔ(۲) در ظلمت آباد ‏ ‏ ‏ ‏ چه(۳) میداند که خورشیدش کند یاد

سخن کوته کرم خود عذرخواه است ‏ ‏ ‏ ‏ همان عذرم تو بهتر از گناه است

وگر بختم درین ره یار گردد ‏ ‏ ‏ ‏ شفیعم خواجهٔ احرار گردد

زبان در گوهر افشانی درآرد ‏ ‏ ‏ ‏ مرا زین دردِ بی درمان برآرد

برون از خجلت آنجا راه یابم ‏ ‏ ‏ ‏ ز اقبالش دلِ آگاه یابم !

ابوالوقتِ دو عالم قطبِ ارشاد ‏ ‏ ‏ ‏ بهاء الدین که دین شد از وی آباد

زمستی(۴) در جنید افگند آشوب ‏ ‏ ‏ ‏ بجذبه بایزیدش آستان روب

پی تسکینِ مشتاقانِ دیدار ‏ ‏ ‏ ‏ جمالِ مصطفیٰ را آئینه دار

در آن آئینه می یابم محقق ‏ ‏ ‏ ‏ سوادِ مَن رَآنی قَد رأی الحق

فنا فی الله خواجه بس بلند است ‏ ‏ ‏ ‏ مکن تاویل خواجه نقشبند است

لطیفه بود حق را در زمانه ‏ ‏ ‏ ‏ نمودش برزخی دان درمیانه

---

(۱) برترم نیست (۲) درمیانِ ظلمت آباد (۳) که (۴) زستت

## حکایت (۱)

چنین گویند دانایانِ اسرار | زاصل و فرعِ هر معنی خبردار
که معشوقِ ازل در هر شعوری | ز غمّازان نهان دارد ظهوری
سر هر ذرّه بینائی جمال است | دلِ هر قطره دریائی کمال است
شهود دوست پنهان هر دلی را | هوائی وصل هر بی حاصلی را
مدارِ بودش از نورِ شهود است (۲) | شهودش مایهٔ (۳) چندین نمود است
ولی افگنده برجالش حجابی | گرفتاری بهر خاکی و آبی
شده بنیادِ این دیوانه گشتن | پی هر رنگ و بو طفلانه گشتن
نهاده اصل آن (۴) بازار تزویر | نقوشِ علمی از هر سو نظر گیر
سراسر زنگِ این مرآتِ علم است | سراپا کشورِ آفات علم است
ز آسیبِ خیال و فکر و وسواس | رود بر بادِ حسرت گنج انفاس
چو گردد (۵) خستهٔ مقبولِ درگاه | شود درخوردِ رازِ لی مع الله
کشش (۶) دستِ تطاول برگشاید | کزین ویرانه اش خواهد رباید
ریا حینِ هوس پژمرده گردید (۷) | طلبگاران چنین افسرده گردند (۸)

---

(۱) در تحقیق و بیانِ مراتبِ سلوک (۲) اہمان مانوس از نورِ شهود است (۳) پایه (۴) این (۵) بسته (۶) کشش (۷) گردند (۸) گردند

بجولانگاهِ این دل مردهٔ چند — همین خود مانده و افسردهٔ چند
درین تجرید بکشاید جنبش — برافروزد رخِ علم الیقینش
قوی ترگردد آن حزنی که بود دش — فراموشی در[1] افتد در وجودش
درین غیبت که بوی غیب یابد — نسیم مشاہدِ لاریب یابد
ارادت سرزند بی خواست از وی — برد ذوقِ نشست و خاست از وی
بیازوی ارادت بردرد جیب — که تنگ آرد بہ بر معشوقهٔ غیب
دران[2] مستی بغیب افتد گزارش — شہود دست گیرد در گذارش
چو در نورِ شہود از خود برآید — سعادت را دری دیگر کشاید
بگردد حاملِ بارِ امانت — بیارد آن امانت بی خیانت
دران مشہد بفقر آرام یابد — ز جلّابِ قناعت کام یابد
دران دیدِ جمالِ بی نہایت — بگیرد شورشِ بی حد و غایت
بہ تسکینش ندارد ہیچ کاری — دران آرام ننشیند غباری
یقین[3] آن دید و آن شورش ازان سوست — درین مسکن[4] نمودی از تکاپوست

# بیانِ عقایدِ دین شرائطِ سلوکِ راہِ یقین

ہلا خواہندهٔ جذبِ الٰہی — تمنا دارِ فضلِ پادشاہی
نخستین شرطِ این سود الیقین است — دوم سرمایهٔ این سود دین است

(۱) در (۲) درین (۳) یقین دان دیدنِ شورش ازان سوست (۴) مسکن

سوم پاکیزہ تخمِ این زراعت | رفیقِ سنّت وراہِ جماعت
عزیمت رونقِ کردار گرداں(۱) | بروں زاسیب خصت کارگرداں(۲)
چہارم خدمتِ سلطانِ دینی | قبول خاطرِ مسند نشینی
بہ تقلیدِ سلف تحقیق دیدن | قدم از جادۂ بدعت کشیدن
زبُستانش گُلِ مقصود چیدن | بزیرِ سایہ اش از خود رمیدن
نہادن برخودو بابست خود بار | مرادش راشدن ازجاں پرستار
شود زین چار عنصر جانِ طالب | بہ نفخِ رُوحِ رَبّانی مناسب
ولیکن شرطِ چارم لازمی نیست | بہ فقدش سدِّ بابِ محرمی نیست
بساَ مُرغان کہ علوی آشیانند | اُوَیسی مشرب وغیبی(۳) زبانند
زِحُسنِ طالع واز لطفِ باطن | گرفتہ گوہر از اصلِ معادن
رہِ سُنّت بجالا کی سشتابند | نصیب ازخواجۂ کونین یابند

---

(۱) کردن (۲) کردن (۳) علیسی

## در بیانِ استفادہ و تربیتِ معنوی از روحِ پُر فتوحِ نبوی ﷺ

شنیدستم کہ مشتاقانِ درگاہ — طلبگارانِ سِرِّ لی مع اللہ
خصوصاً کاشفِ رازِ نہانی — ابوالقاسم چراغِ گرّگانی
بخلوت در بدایت کارش این بود — انیسِ خاطرِ افگارش این بود
کہ بودش وِردِ جان نام اویسش — کہ باشد شُربِ از جام اویسش
اویس آسا ازان بحرِ عنایت — مگر بی واسطہ یابد ہدایت
کیم من کین ہوس گیرد دماغم — بیابد نورِ این سودا چراغم
دل از ذکرِ اویسم شاد گردد — دماغم زین ہوس آباد گردد
درین[۱] رہ قدر خود چندان ندانم — کہ در دل نخلِ این سودا نشانم
زبانم زین تلفظ گرچہ بنداست — سرم بی خواست صیدِ این کمنداست
دل اندر شرم و جاں سرگرم این است — کہ جانانِ رحمۃ للعالمین است
قبولش گر بیاید در افادت — ہم استعداد بخشد ہم سعادت
درین سودا دری دیگر کشایم — روم از جانبِ دیگر درآیم
تشفیع آرم روانِ دوستانش — مدد خواہم ز روحِ پُر روانش[۲]

---

(۱) درین رہ قید رہ چندان ندانم (۲) پیروانش

به بوبکر و عمر عثمان و حیدر — به اهلِ بیت و اصحابِ پیمبر
بصدق و سوزِ پورِ بو قحافه — بعلم و دانشِ ختم الخلافه
بشامِ ہجرت و تاریکیٔ غار — به آن خوشِ عنکبوتی عنبرین تار
به [illegible]ی کز قریش و اقتربا دید — به آشوبی که دشتِ کربلا دید
به زار و گیرِ بدر و حربِ خندق — به روزِ فتح و نورِ حَصحَصَ الحق
به آن شب کز سرائی اُمِّ ہانی — رسیده در مقامِ لا مکانی
بیرون[1] رفتن آزاد ازین دِه — سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ
بدیدے آنکہ می بایست دیدن — به بیخود گفتن و بے خود شنیدن
بفقری کز خودش درویش میداشت — سرِ اَلفَقرُ فَخرِی پیش میداشت
بآن دم کاوردر روزِ شفاعت — کند تدبیرِ مشتِ بی بضاعت
که این غافل کشاید چشم زین خواب — دران حجرِ عنایت پرورش یاب
نہد در قرنِ اوّل آشیانه — اویسِ ثانیش خواند زمانه
زآسیبِ زمانه فارغ البال — ببینم ماضی و مستقبل و حال
من ارچه دورم از بختِ سیه دل — تو حالِ سرمدی داری چه مشکل

---

(۱) یہ بیرون رفتن اذ آداز این ده

پناهی[1] نیست دریائی قدم را | ید طولی است بازوئی کرم[2] را
مرا اگرچه سراسر کار خام است | تمامم دان که این سودا تمام است

# مناجات

خدایا این غریب بی نوا را | بخود درماندهٔ ناآشنا را
هدایت کن رهی کآید بسو بیت | بیک روئی رود در جستجو بیت
دمی از نیک و بد آسوده بیند | زمانی از هوس فارغ نشیند
اگر در نعمتی بینی سکونم | مکن یک لحظه زان نعمت برونم
بلا گر ساز گار آید درین کار | نهادم دل بلا کو پرده بردار
و گر زین هر دو بیرون شد حسابم | بحمد الله که بس عالی جنابم
بده چشمی که در راه حقیقت | روم همدست ستار طریقت
نخست از معصیت آسوده دارم | ز نور تو به رونق ده بکارم
چو دل در رغبت دنیا نداری | به آسانی ز کارم عقده بکشائے
مرا مگذار[3] کایم آرزو خواه | بکن از زشتی این کارم آگاه

---

(۱) کناری (۲) عدم را (۳) بگذار

سبب بین چشم از بینش تهی دار | سرم روشن ز نور آگهی دار
بر آن دارم که آزادی گزینم | به مالابدّ خود قانع نشینم
بیادت تازگی بخشم روان را | دهم بر باد نسیان این و آن را
شوم از اختلاط خلق دل تنگ | روم در دامن عزلت زنم چنگ
چو در نفی وجود افتد گذارم | شود موجود لی من آشکارم
دلی فارغ ز احوال و مقامات | بدرگاهت برم روی مناجات
پی وجهت وجهی لب کشایم | زبالیست خود و از خود برآیم
وگر نفسم مرادی را کند یاد | برآرم در جهادش تیغ بیداد
دمی بیرون ز حول و قوت خویش | شوم در انتظار دولت خویش
سرم مستغرق بحر هوایت | دلم مشتاق انوار لقایت
بتقدیر الهی شاد باشم | وزین خربندگی آزاد باشم
سر تسلیم بنهم(۱) نیک و بد را | براندازم ز خود بنیاد خود را
چو بیرون شد ازین ششدر وجودم | همان انگار من هرگز نبودم
بمرگ اختیاری راه بردم | ز مردن پیشتر خود را سپردم
دمی در(۲) یاد گر دارم زبان را | رسانم الله الله گوش جان را

---

(۱) بینم (۲) یاد کرد آرم زبان را

به سرگرمیٔ آن شیرین ترانه — درآیم[۱] در سماعِ عاشقانه
دماغم بر درد جیبِ تخیّل[۲] — فتد در کشورِ دانش تزلزل
شوم واقف ز اطوارِ نگهداشت — برآرم دست در کارِ نگهداشت
به نفیٔ غیر و تشدیدِ خواطر — براندازم نمود[۳] ارِ مظاهر
زمانی از حضورِ غیر آزاد — نگه دارندهٔ خود را کنم یاد
پس آنگه در پیٔ تحقیقِ اخلاص — به بحرِ نامرادی گشته غوّاص
دلم گوید که سودائی ندارم — بجز عشقش تمنائی ندارم
برون[۴] از خواست رفتار است ما را — بسوداییش سرو کار[۵] است ما را
مگر زین کار برخیزد غبارم — به تحقیق افتد از تقلید کارم
هجومِ بازگشت از من برد رنگ — عروسِ حیرتم در بر کشد تنگ
درین حیرت که فقرش توامان است — ز گنجِ بی نشانی صد نشان است
نموده آبِ حیوان در سیاهی — دلِ[۶] اشکسته را نورِ الهی
سَوادُ الوجه فقرم ناگزیر است — شکستِ دل درستیٔ فقیر است
مرا زین فقر بیرون کار خام است — درین فقر ار شوم راسخ تمام است
همین فقر است نقدِ جانِ آگاه — جز این پنداشت میدان اندرین راه

---

(۱) بیایم در (۲) تحمّل (۳) نمودات از مظاهر (۴) برون از خواب رفتار نیست ما را
(۵) سر و کار نیست ما را (۶) دلِ بشکسته ز انوارِ الهی۔

اگر دریاد کردو باز گشتی | بیادش داشتی ہمراز گشتی
زچندیں نفی واثبات ذگہداشت | غرض فکر(۱) است باقی جملہ پنداشت
ہمان درانجمن خلوت گزیدن | ز آسیب نشان مندی رمیدن
ہمان اندروطن درسیر بودن | ہماں درکارِ نفیٔ غیر بودن
ہمان برہوش دردم ایستادن | نفس را دردم آگاہی نہادن
ہماں کردن نفس(۲) را برقدم بند | پشیماں بودن از چشم پراگند
پیٔ فقراست و تحصیلِ مناجات | مناجاتی ورائی نفی واثبات
مناجاتی بروں از وہم اغیار | ندیدہ محرم دنی دل خبردار
شہودِ بی جہت قائم بہ مشہود | جہت را با مشاہد کردہ نابود
دران خلوت کہ جسم و جاں نگنجد | بجز نظارۂ جانان نگنجید
بجز نظارہ چیزی درمیاں نہ | خود از نظارگی نام ونشان نہ
نظر ہم نیست اینجا جز تحیُّر | فَاِنَّ الذَّاتَ مَمنُوعُ التَّفَکُّرٗ
درین بستان بود نخلِ برومند | دلِ آگاہ و جانِ آرزومند
ولیکن بر بجز خونِ جگر نیست | گلی جز خار حسرت در نظر نیست
دو معنی حاصل است آزادگانرا | بدام عاشقی افتادگانرا

---

(۱) فقر (۲) نظر را۔

یکی در دِ طلب دیگر فسر دن[1] — به استغنای مطلب راه بردن
چه گفتم حاصلی غیر از عدم نیست — کسی را شرکت اندر بیش و کم نیست
اگر درویش در ویش است او نیست — سخن کوته که جای گفتگو نیست
طلب بیچون و مطلب بیچگونه[2] — نه این[3] را مثل و نه این را نمونه
محبّت خانۂ فارغ ز غوغا — ز کثرت دور و از نسبت مبرّا

# بیانِ نسبت و تحریص بر طلبِ تنزیہ مطلوب حقیقی

بیان قاصر ز محبوبِ حقیقی — طلب تنزیہ مطلوبِ حقیقی
بیانم را چو توفیقش رفیق است — بیارم انچہ لابدِّ طریق است
گزشتن از خود اوّل شرطِ کار است — فراغت چون بسی بی اعتبار است
همه لذّاتِ روحانی حرام است — حظوظِ نفسِ ظلمانی کدام است
حجابِ تست در راهِ خرابات — چه ذوقِ علم و چه حظِّ مقامات
دل اندر جستنِ احوال پست است — دلِ خود بین که خود چون بت پرست است
بر آن شو که ز هوس آزاده باشی — مرادِ دوست را آماده باشی!
چو زین کوشش بقید باکشش[4] کار — بکلّی میل ازین بتخانه بردار

(۱) فسردن (۲) بیچگونه (۳) تنزا شبیہ و نی این را نمونہ (۴) کشش

محبّت چون نماید زور بازو
ز معشوقت ہم استغنا دہد رو

شود عشق این مجدد را تجلّی
نہ صورت ماند اندر دل نہ معنی

ہمان ذات از ورائی اعتبارات
ببیند از خرابی در عمارات

بدین سان بود عشق از پردہ بیرون
کہ از لیلیٰ فراغت داشت مجنون

چو آید غیرت معشوق در جوش
کند یک بارہ عاشق را فراموش

چرا نی را کہ رخت کارش بود
دو روزی در امانت دارش بود

امانت خواہ بستاند چنانش
کہ در عالم نیابد کس نشانش

مبارک خلوتی غیرے دران نہ
زمانی و توئی نام و نشان نہ

## در تحقیق مشاہدہ و رویت سخن گفتن

خبر داران اسرار حقیقت
بچشم و دل گرفتار حقیقت

چنین گویند کانواع تجلّی
ز صبح کشف تا شام تدلّی

بہ وجہی در سہ قسم آمد مقرر
بہ ہر قسمش جہان[1] نور مضمر

یکی در صورت مخلوق ظاہر
ز فوق عرش تا حد عناصر

مفید نیست این قسم از سعادت
نہ در صحرائی غیب و نی شہادت

---

(۱) جہانی گشت مضمر

چو زر صورت بود گر در مثال است | علی التحقیق این قسم اتصال است
---|---
همان در کسوتِ نورِ مثالی | ز رنگ و تیره و اشکال خالی
تجلّی صورتست از ریب و شک دور | تعالیٰ اللّٰه زهی نورٌ علیٰ نور
بلی مرئی چه ظلمانی چه نوری است | چه حسی چه مثالی جمله صوری است
کسی زین جلوه بالا تر نه بیند | برون زین قسم چشم سر نه بیند
شب معراج چون سلطان گزیده | خلاف آمد که دیده یا ندیده
محقق آنکه در تحقیق این راز | به نا دیدن کند قانون خود ساز
که ذاتِ حق بغایت ناپدید است | بجز چشم یقین ادراک دید است
ظهور ذاتِ حق در قلبِ انور | بود چون جرم خور در چشمهٔ خور
اگرچه جرم خور دیدن نیاری | وجودش لیک پوشیدن ندار[1]ی
تجلی بی گمان نسبت بذات است | شهودش در پسِ نور صفات است
همان در پردهٔ انوار اسما | مشاهد نیست جز قلب شناسا
ولی در آخرت سلطانِ مختار | بچشم سر دهد علی درین کار
فتدور وطنِ تتبلی السرائر | بروی روز انوار ضمائر
بجنّت آفتاب دل ماه نبود | بجز خسار جان آگاه نبود
مرا بالجمله تحقیق آنچنان است | که دیدار از خواصِ آن جهان است
اگر عارف بهنگام عبارت | بدیدار و بدیدن کرد اشارت

(۱) نیاری

عبارت از شہودِ صوری است آن | پیٔ تسکین دردِ دوری است آن

# در بیانِ تجلّیٔ معنوی و فنا در وحدت صرف

چو از صورت بر آید سالکِ راہ | بجان مشتاق قُربِ لِی مَعَ اللہ
نخستش[1] جلوۂ معنی ربا ید | در از ذواق و معارف بہر باید
ببینٔد[2] دوست را در کسوتِ علم | شود مستہلک اندر سطوتِ علم
در استہلاک چون از خود بر آید | شہودِ بیخودانہ رُخ نماید
فنا در وحدتِ صرفش دہد دست | کشیدہ جام و از ساقی شدہ مست
خوش آن مے کہ فگند پردہ زکارم | برون از پردہ نماید نگارم
دل از جام و صراحی سرگشتہ | زخود و زگرمیٔ مجلس گذشتہ
بلا انگیز سردیٔ مجلس آرائی | بہ یکتائی و مغیاری[3] زدہ رائی
زننگِ خود پرستی چند رستہ | نقاب افگندہ و تنہا نشستہ

---

(۱) بخستش جادۂ معنی رباید (۲) ببیند دوست را در کسوتِ علم،
(۳) بہ مغروری یا غیوّری

# دربیانِ فنا و بقا و تجلّیٔ ذاتی

روندہ چون ازین کشور برآید — دلش در کسوتِ دیگر درآید
فنائی لم یکن دادہ شکستش — بقائی لم یزل بگرفتہ دستش
تجلّی خواہ سرمست وقوی دل — بذاتِ[1] آئینہ افتد مقابل
مقابل لیکن ازنسبت مبرّا — بہ پندار تقابل گشتہ یکتا
شود نورِ یقیں مستِ نظارہ — دل وچشم وخیال افتد کنارہ
یقینی تا حدِ حق الیقینش — یقینی مقصد ومعراجِ دینش
یقینی اسم المومن نقابش — زہر وہم وگمان بیرون حسابش
یقینی اصل دیدِ آن جہانی — یقینی نیز گردِ لامکانی
درین موطن مجالِ آگہی نیست — مشاعر[2] را درین خلوت رہی نیست
کہ برہانِ وجودش ہم وجودش — شہودش را دلیلی ہم شہودش

---

(۱) بذات کا ئینہ اش افتد مقابل (۲) مشاہد۔

## دربیانِ تجلیٔ ذاتی و تجلیٔ معنوی و تجلی صوری و علم حضوری

حضورِ ذات اگر در خلوتِ جان بود بی پرده کشفِ ذاتی است آن
دگر علمی بود علم حضوری است دلی در پرده کان امرِ ضروری است
دگر علمِ حصولی شد منفامش تجلی معنوی دانند نامش
دگر در صورتِ مرئی کند روی تجلی صوریش خواند سخن گوی

دو جا لیکن ظهورِ این جمال است
یکی در حسن و دیگر در مثال است

## دربیانِ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین

دلم دوشینه در فکرِ یقین بود دراطوارِ ظهورش تیز بین بود
که یارب شاهدِ عین الیقین چیست دران عین الیقین مقصود بین کیست
چو رفت از خود دلِ خلوت نشینش که دارد دولتِ حق الیقینش!
چه معنی دارد از خود درگذشتن صفاتِ دوست را آئینہ گشتن(۱)
برون از علم بینائی کدام است دگر علم است عین و حق چه نام است
صحیح است آنکه از خوانِ سعادت دهند اول مراد آنگه ارادت
یقین گر نفسِ از دعان دقبول است دم عین الیقین آن خود فضول است

---

(۱) گفتن

شد از نورِ یقین تحقیقِ این راز | کہ امین نور نورِ عرش پرواز
چو آن نور است نورِ حق تعالیٰ | ز اصلِ خود جدائی نبود او را
نخست آن دل کہ ذوالخلقِ عظیم است | امانت دار آن نورِ قدیم است
بہ ہر دل در خورِ حُسنِ عبادت[1] | ظہوری دارد آن عینِ سعادت[2]
تعالیٰ اللہ چہ عالی قدرت است این | بنامِ حق چہ زیبا حکمت است این
چو آن نور از کثافت ہائی دوری | جدا از اصلِ خود گیرد ظہوری
نظر بر علمش افتد نیک و بد را | شود علم الیقین نامش خرد را
چو ادراکِ مرکب بگسلد تار | با دراکِ بسیط افتد سر و کار
چہ عجز از درکِ ادراک است ادراک | کمالست اعترافِ ما عرفناک
از اینجا ما عرفنا ہم عرفنا است | عرفنائی کہ اسمِ بے مسمیٰ است
ازین تجرید ایمان است عریان | ازین رد غیر مخلوق است ایمان
ازین معنی است با حق آرمیدن | تلند گشتن از ایمان بریدن
چو از وجہی شک آمد در وجودش | مداری نیست چندان بر شہودش
خلیل از سرِ صوری چہل پر افشاند | کتابِ لا احب الآفلین خواند
محقق راست اندر پردہ رازی | دلش باپردگی دارد نیازی

---

(۱) ارادت (۲) کمالت

درین دم جلوهٔ عین الیقین است / ولیکن جلوهٔ خلوت نشین است
به اصلِ خود رسید آن نورِ جاوید / برهنه از لباس بیم و امیّد
حضورِ ذات در مرآتِ نور است / ازان عین الیقین عینِ(۱) حضور است
چو در علم از مقامِ خود بردن بود / ز نسبت های گوناگون زبون(۲) بود
بسی حق ناشناسی می شد آنجا / سراسر ناسپاسی می شد آنجا!
چو توحید آمد اسقاطِ اضافت / یقین دارست ز آسیبِ کثافت
درین معمورهٔ جز حق الیقین چیست / بجز حق واقفِ علم الیقین کیست
که در حق الیقین از غیر بر نیست / یقین را رتبهٔ زین بیشتر نیست
درین موطن که مطلق کشف این است / شود روشن که علمش(۳) نورِ عین است
محقق شد ازین علمِ مسلّم / که وجدان بر طلب آمد مقدّم
نهایت درج بوده در بدایت / تعالی الله زهی نورِ هدایت
چه خوش گفت آن حکیم کار آگاه / چو سائل بالیقین گفتنش هو الله
صفاتش در تحقق عینِ ذات است / همان ذاتش ز نسبتها صفات است
یقینی کاندرین تحقیق گفتم / همان سرمایهٔ تصدیق گفتم
حضورِ سادهٔ اما اهلِ ایقان / مدار انقیاد و مغز ایمان
ز ایمان کرده نابینا کناره / مشاهد را ز ایمان نیست چاره

---

(۱) نورِ (۲) در دان بود (۳) مطلق

# در تحقیقِ تجلّیات و در کشفِ مراتبِ آن و بیانِ وحدتِ صرف

دگر رَه[1] در دل آید کای سخندان ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ چراغ از نورِ تحقیقت[2] فروزان

یقینِ کشفِ صوری از چه بالیست ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ چه جای[3] انوارِ معنی در حساب است

فروزان خاطرِ فرخنده دیدار ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ بجوش آمد[4] چو دریای گهر دار

که در هر جا جداگانه حضوری است ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ز اطوارِ یقین هر سو ظهوری است

مقید چون همه در وهم و خیال است ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ یقینِ مطلق اندر وی محال است

حضورِ ذاتی از صورت بجویند ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ از آن عین الیقین اسما[5] بگویند

یقینِ معنوی هم مثلِ صوری است ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ درین رَه کشفِ این معنی ضروری است

اگر خواهی شود مکشوف این راز ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ حجابِ هستی از جانب[6] بر انداز

دگر خواهی بگیر[7] دو در تو این دم ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ برون از پرده شو والله اعلم

بذکرِ دست گویا کن زبان را ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ بکش کحلِ حضوری چشمِ جان را

حلاوت ذکرِ آن از پا در آید[8] ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ بوجدانِ مجرّد جا گذارد

نسیمِ ذکر با وجدانِ مذکور ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ کند گر زخوا طراز نظر دور

حضورِ ساده رخشانست اینجا ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ توجّه عینِ وجدان است اینجا

---

(۱) دگر ره در ره دل ای سخندان (۲) حقیقت (۳) چه انوار معنی در خیال است (۴) آید (۵) آنجا، نجا (۶) بگیر (۷) (۸) در آرد

در آید چون باستیلا، توجہ
شود چون ذکر نا پیدا توجہ

دل از خورشید دھدت نور گیرد
وجود ش جملگی مذکور گیرد

درش از نزد (۱) خود علی دہد دوست
چہ گویم اللہ اللہ کاں چہ نیکوست

درین رہ ہر کہ انوار خدا یافت
بتحقیق انتہا در ابتدا یافت

برون از صورت و معنی نگار (۲) است
مجرد از تماشا انتظار (۳) است

تماشا کن نگار عالم افروز
بیا بین انتظار آدمی سوز

سعادت بخشِ ایمانِ محقق
اگر علمست ور عین است در حق

بہ آسانی ورین رہ میتوان دید
زہی (۴) سرگشتہ بخت آنکس کہ بشنید

طریقِ مستدیر است اینکہ گفتم
بہ یکتائی مشیر است اینکہ گفتم

زخود بیرون مرو کز تو جدا نیست
خودی بگذار کین خود آشنا نیست

شمردم انچہ می باید شمردن
تو دانی و قبولِ راہ بردن

---

(۱) نورِ خود (۲) نگار لیست (۳) انتظار لیست (۴) زہی برگشتہ بخت آنکس کہ نشنید

# سلسلۂ پیران طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ز صدیق و ز سلمان و ز قاسم — چو صادق یافت ملکِ سینہ معمور

بر این معنی کہ آبائی کرامش — ذخیرہ داشت شد نوراً علیٰ نور

دو دا سپہ راند صادق سوی بسطام — ولیک از چشمِ ہر بنیندہ مستور

ہمان عشوہ بملک خرقان برد — لباسِ شیردان پوشیدہ طیفور

چو شاہِ خرقان مسند نشین شد — بطوس افگند بانگ دور شو دور

یکی طوسی نثار افشان بر آمد — دران گنجینہ شد ناگاہ گنجور

ز گنجوری بسلطانی در آمد — ز شلۂ گورگان آوردہ منشور

ولیعہدِ فریدون بود و جمشید — چراغ قیصر و خاقان و فغفور

ز فرزندانِ آن مصرِ ولایت — عزیزی در ہمہ دانست مشہور

امامِ وقت ابو یعقوبِ یوسف — حجابِ آفتاب و غیرتِ حور را!

عزیزِ مصر را اُزری خلف شد — کہ خضرش در صدف بود است مستور

نقابِ نیستی افگند در سر — عروسی را کہ پیدا است منصور

کنون خلوت کدہ سلطانِ دین است — زمینِ غجدوان آن منبعِ نور

چو شاہِ نقشبند افراشت رایت — نگند از کف قلم مانی و شاپور

بہ بے نقشی نشانِ خویش گم کرد — غبارِ چشمِ بد افشاندہ از دور

جُنید و بایزید آورده یک جائی | بہ نسبت جذبہ را بنشانده از شور
بر آمد ساقیٔ ناگاه سرمست | زبان بکشاد موسیٰ وار بر طور
امانت دار را یعقوب چرخی | کہ کم بودیش نقش غیر محظور
فرو رفتند در نیلِ جلالش | فراعینِ ہوا مغلوب و مقہور
گرامی خواجۂ احرار از وی | خراباتِ جہان شد بیتِ معمور
وجودِ خواجہ والقایِ پاکش | نموداری ز اسرافیل و ناقور
چو عرشِ فیض و فردوسِ بقا بود | ہم آنجا ختم شد این سعیٔ مشکور

# ساقی نامہ

طبعی کہ سخنوری گزیند | در پردهٔ صبر کئے نشیند
در گوشِ دلم فسانۂ گفت | مجنونِ فسرده را بر آشفت
یعنی چہ مقامِ حیرت است این | ہنگامِ طلب خموش بنشین
چون قصۂ جام و بادہ آمد | میدانِ جنون کشاده آمد
در دامن ساقیٔ خود آویز | دیوانگئی نما و برخیز
ساقی قدحی کہ ہوشیارم | زین ہشیاری لبے وگارم
این کاسہ کہ بر سرم نگون است | جامی است اگرچہ غرقِ خون است
در خم میش بغلغل از دست | تا خود بکرار دل شود مست
مجنونِ تو یک پیالہ خواہد | زان بادهٔ دیر سالہ خواہد

من پیرِ کہن گدای جامم　　زان جرعۂ کہنہ دُرد[1] بکامم
آن جرعہ چو در سرم زند جوش　　دنیائے کہن شود فراموش
عقلم چو صحیفہ اش کند طے　　در جرعہ عدم[2] چو بوی در مے
چون جرعہ ز مے برہنہ ماند　　گر در خمِ مے رود تواند
اکنون پے جرعہ گر شتابی　　نہ جرعہ نہ بوئی جرعہ یابی
این میکدہ جملہ جانِ پاک است　　دین بادہ و خم نہ زاب و خاک است
ساقی ہمہ خونِ من فشردہ است　　آن جان کہ شنودہ بود مردہ است
بر من دو سہ قطرۂ فرو ریز　　امروز قیامتے بر انگیز
روحی کہ شود دراد فرا ہم　　ز حشر شناسد و نہ آدم
این صوتِ[3] تو عرش آشیان[4] است　　اسرارِ عجب درو نہان است
نہ بارِ کفن نہ قیدِ رفتار　　اوّل قدمش مقامِ دیدار
ایمان برہنہ بادۂ تو　　فردوس دلِ کشادۂ تو
دوزخ ہمہ تشنگی کہ از تو دور است　　سبحان اللہ عجب[5] صبور است
من گرچہ آتشین دماغم　　از نکہتِ تو شگفتہ باغم
ای زاہدِ خام طبع بے کار　　خود را گرو دو جرعہ می دار!

---

(۱) دہ بکامم (۲) ردم (۳) صوو (۴) آستان (۵) عجیب صبور است

وز پای[1] طبیعتِ خرامت | یک قطرهٔ ز ورنے تمامت
کامروز جزاین ہوس ندارم | کاندر رہ بادہ جان سپارم
دستی کہ ز بادہ دور باشد | در خاک سیہ چرا نہ باشد
ساقی بہ دلِ کشادہٴ تو | سوگند بجام و بادہٴ تو
مجنون کہ ز ہجر بود سرمست | لیلی گفتے ور رفتے از دست
من نیز دمے برآورم سرد | زان شیفتہ کم نیم درین درد
معشوقہ بچند نام گویم | ساقی و شراب و جام گویم
در ذکر ش اگرچہ برقرارم | عمریست زدست رفتہ کارم
من ذوقِ سخن چنان ندارم | آن کالبدم کہ جان ندارم
دارم بخیال مے سر و کار | می گویم و بے خبر ز گفتار
من بہ نہ دہ در کدام عالم | از گفتِ من است واز خیالم
وقت است کہ این جہان و این گفت | بالعکس و وصال او شود جفت
قوسین کمان چون نہ بینم | برخیزم و گوشہٴ نشینم
ہاں شحنہ و محتسب بمیرید | از مستِ چنیں خبر نہ گیرید
ساقی من ازین حیات سیرم | بنمائی کرشمہ تا بمیرم

---

(۱) در پائی طبیعت خرامست | یک قطرہ ز دُردِ مے تمام است

از خلقتِ این دوستِ نابود — دانم که لیعبدون است مقصود

در زنده سری فگندگی نیست — جز خواری مرگ بندگی نیست

مستی که بپای خم شده ست — زاهد شده مست[1] چند بشست

ساقی برسان شرابِ نابے — من جمله شبم تو آفتابے

در کسوتِ باده روز خواهم — آن پرتوِ دلفروز خواهم

عقل این سخنم نمی پذیرد — کز روز شبی چه بهره گیرد

من بوی تو در دماغ دارم — از عقل کنون فراغ دارم

روحم به طفیلِ نکهتِ راح — آمد چو صباح رفت مصباح

روز است مرا و بختِ بیدار — گر شب برود برو چه در کار

این نقد ز دست داده اولی — این بار ز سر نهاده[2] اولی!

چون[3] حرفِ زنم چه طاقتِ من — چون دوست رسد چه جای دشمن

او رونقِ دین و جانِ هستی — دیگر همه گو که خود پرستی!

اینک من ازین بلند گفتم — ای آینه نقشِ تو گشتم

لیکن نه چنانکه روی بینم — تا پیشِ تو لحظه نشینم

چشمِ بد و نیک از میان دور — خود مانی و آن تموّجِ نور

زین پیش به خطهٔ بخارا — بودی چو حبابِ آشکارا

آئینهٔ ارجمند ـــــ بود — نه نقش نه نقشبندے بود

(۱) دست از جهان شست (۲) فتاده (۳) چون او آید

امروز درین خرابه بنشین — این مشتِ خیال را فرو چین
اینجا تنم ارچه اوفتاد است — جانم بهمان زمین فتاد است
دارم بهمان زمین سرو کار — من نیز بخاریم به رفتار
ساقی میٔ نقشبند پیش آر — من صیدِ توام کمند پیش آر
هر چند کمندِ عنبرین بوئ — آن نیست که آورد کمین روئ
آهوئ ختن شکار دارد — برلاشه خرسے چه کار دارد
عطار که نقشبندِ ثانیست — در حلقۂ آن کمندِ فانیست
آن رشته که پارسا لقب بود — در پیچش آن کمند آسود
آن خواجۂ بندگانِ آزاد — سر در خمِ آن کمند بنهاد
من چون هوسِ چنین نیارم — من خود سگ آن سه یارِ غارم
در کانِ نمک سگ ار نشیند — خود را بجز از نمک نه بیند
خوش آنکه سه یار چار گردد — قصرِ ادب استوار گردد
خشتے گردم که این نکو قصر — آید بکمالِ خود درین عصر
یک جام ازان مے که دارد — از من به تمام سر برآرد
بزمی که در آن (۱) زلال نوشان — خوانندم ختم مے فروشان

---

(۱) در بزم گه زلال نوشان۔

شرطِ طلب است امید بستن | نومید نمی توان نشستن
امیدِ سرے بکار دارد | عکسی ز جمالِ یار دارد
امروز درین رباطِ فانی! | دارم بامید زندگانی!
شمعی که درین سیاه خانست | امیدِ وصالِ آن یگانست
روزم بامیدِ او سفیداست | جان در بدنم همی امیداست
باشد که برون ز جستجو یم | بخشند دو چند آرزو یم
گفتم سخنے ز کامرانی | ای ارحم راحمین تودانی
در دیدہ کشم قبولِ خود را | خاکِ قدمِ رسولِ خود را
ای خاکِ مدینہ در کجائی | در دیدۂ من چرا نیائی
ای مردمِ چشم دردبینان | نی چشم و چراغِ نوربینان
دریاب غمم آشیانہ دارد | بنواز سیاہ خانہ دارد
سوزندہ غمِ کهن تلف بہ | این چترِ سیاہ را شرف دہ
ای نورِ دلِ چہار عنصر! | ای خوش صدفی درون ہر دُر
ای دُرِّ تو تاجِ آفرینش | سرچشمۂ مرغزارِ بینش
ای نورِ تو چون فلک ہویدا | نعم البدلِ زمینِ بطحا
ای محملۂ خوابگاہِ مقصود | فردوس بہ درگہت جبین سود
ای از تو زمین بدین خرابی | دیدہ شرفِ ابو ترابی

ای آمده نورِ آسمانی | حاصل شده سرِ لامکانی
سبحان اللہ چہ نسبتِ خاک | با سرِ لما خلقتُ الافلاک
او سرِ کمالِ مصطفیٰ بود | با این گره نسبتش کجا بود[1]
من حاصلِ این خطاب گویم | مضمونِ ابو تراب گویم
خاک اند جماعتی که مردند | ہستی بخدای خود سپردند
از سطوتِ نور در شکستہ | وز آبِ بقا فرو نشستہ
کردی نہ بہ پشت پای زنشان | در[2] کف پای خود چہ امکان
سرحلقۂ خاکیان علیؓ بود | سرسلسلۂ جہان علیؓ بود
زان بحر دو نہر بند بکشود | یکسو حسنؒ و حبیبؒ و داودؒ
معروفؒ و سریؒ جنیدِؒ بغداد | کز دی طرقِ کشیدہ بکشاد
یک سوی دگر لطیفۂ پاک | مستور بزیر پردۂ خاک
سبطینِ رسول وزینِ عبّاد | پس باقرؓ و صادقؓ نکوزاد
این سلسلہ از طلای ناب است | وین خانہ تمام آفتاب است
القصہ ابو تراب این است | تفسیرِ اشارت این چنین است
ہرچند غرض درین کرامت | افتادہ ز راہِ استقامت
لیکن سر رشتۂ بجا بود | عشقم بجمالِ مصطفیٰ بود
گر خاکِ مدینہ می شنودم | در راہِ نیازِ خواجہ بودم

---

(۱) با دیگران نسبتش کجا بود (۲) گرد

در مدحت حاملان رازش — گفتم همه بود در نیازش

ای خواجهٔ بارگاهِ سرمد — سر حلقهٔ انبیا محمد

ده ده چه زبانِ پاک دارم — این راه چگونه می سپارم

این تنگ بساط در نوردم — هم گرد زبانِ خود بگردم

گویم سر و سرورِ من است این — مداحِ پیمبرِ من است این

سبحان الله بلند ذاتست — تمثالِ حروفِ عالیاتست

## تاریخِ تولد برخوردار خواجه عبید الله و برخوردار خواجه محمد عبد الله که در یک سال ۱۰۱۰ھ متولد شدند سلمہما الله تعالیٰ

در باغِ طراوتِ جوانی — بی برگ گذشت زندگانی

هرگز نشمیده بوی فرزند — بودم سروی بسایه خورسند

آخر به برِ امید بستم — افتاد ترنجکی[1] بدستم

طبعم غزلِ نشاط می گفت — دیدم[2] که بهارِ باغ بشگفت

تاریخ شناس تیز بین مرد — "بشگفت بہار" در خط آورد

زان های دو چشمهٔ بهارم — نمود دو دُرِّ شاهوارم

یعنی که همان دو نو یر باهر — در یک تاریخ گشته ظاهر

---

(۱) شگوفه بدستم (۲) دیدم ناگه بهار بشگفت

بالید پس از مرورِ ایام — در بارِ درخت شد دو بادام
مابینِ ظهورِ آن دو گوهر — بگذشته چهار ماه و اکثر
آن[1] گشته درین غرا به منزل — روزِ یکم از ربیع الاول
بود آخرِ عصر کان یگانه — افتاد درین سیاه خانه
خورشند[2] گزید خوابگاهش — کانیک شب و روشنی ماهش
انگشت هلال در دهن بود — کاین شعله غریب خورشکن بود
زین سقف دریچه ها کشادند — نظارگیان در ایستادند
خور تیز بشرق شد گریزان — کاید به پناهِ صبح خیزان
وین[3] طرفه نشاطِ نهاطرا فروز — شد دامنِ شب چو چهره[4] روز
قطب از طرفی نفس بر آورد — کانیک بتو می سپارم این برد
اندر ملکوت غلغل افتاد — کاسلام بشکلِ آدمی زاد
گفتند که تهنیت رسانیم — ایمانِ محمدیش خوانیم
در خانهٔ کمترین غلامے — شد بندگی[5] بزرگ نامے
این نامِ نجسته و ملک زاد — انشاء الله شفیعِ من باد
بر درگهِ خواجه ام رساند — گوید ز من آن سخن که داند
گوید که ز سِرِّ کارم آگاه — او مفلس و من خزینهٔ شاه

---

(۱) آن کرده (۲) خورشید (۳) زین (۴) بهره اندوز (۵) شد بنده یکی بزرگ نامے۔

کارش ہمہ گردِ من تپیدن — اُنسش بخیالم آرمیدن
من بودم و نقد خانۂ او — سرگرمیٔ آستانۂ او
بیچارہ قلندری تہی دست — می بود خزینہ دار پیوست
چون باغِ طبیعتش برآورد — در میوہ جمالِ من اثر کرد
جشم[1] فلکی شناخت زادش — زان روی بمن لقب نہادش
القصہ در آن گذشتنِ روز — آمد بزمین چو بادِ نوروز
کردند موذنانِ اسلام — تکبیر و اذان بگوششِ اعلام
تا فطرتِ او ثبات یابد — دینِ الہٰی بر نشاید[2] بد
برخیز ہلا موذنِ غیب — در گوشِ من آر بانگِ لاریب
این حسن لیے نیاز مند است — یک اشہدُ از لبت پسند است
گر یکدم الله از تو گیرم — واللہ کہ ہمان زمان بمیرم
یک شعلۂ نور دہ بہ درزم — تا خانۂ ما سوی بسوزم
من[3] خود بہ نیازمی سپارم — می میرم و شعلہ نی گذارم
در خود[4] ایم از من سیہ روز — خود شعلۂ خویشتن برافروز
این غمکدہ باز بر دہ بہتر — این[5] مرگِ جلی بسر دہ بہتر

---

(۱) چشم فلکی (۲) بر نشاید (۳) خود با تو بازمی سپارم (۴) در خود نہ ام من سیہ روز (۵) این مرگ بپے سپرده بہتر۔

ای دوست بحقِ دوستداری | خواهانِ توام بجان سپاری
---|---
هان از تو قدم نبانه ماندن | از من سبقِ فراق خواندن
هجرانِ تو وصلِ جاودانی است | در پیش تو مرگ زندگانی است
از مرگ چنین نمی هراسم | این شعبده نیک می شناسم
گر حیَّ علی الصلوٰة گوئی | هم خود بصلوٰة من بپوئی
در زیرِ کهن شنودِ[1] فراهم | رشکِ همه زندگانِ عالم
من مرده و دوست در ستایم | سبحان الله بجزِ دنبازم
افتاده بصعقهٔ تجلّی | گویم دهُوَ الَّذِی یُصَلِّی
گردند دو کون مدح خوانم | قَدْ اَفْلَحَ اٰیتی[2] نشانم
ای[3] نفسی وجود بر تراشم | گر زان[4] گهرے شنوده باشم
هان الله گوئی تا بجوشم | اینک چو صدف تمام گوشم
در راهِ الا اگر شوم نیست | حاجت به سماعِ اکبرم نیست
در چشم من آن الف عظیم است | دانم که صراطِ مستقیم است
من یکدم سرد تام دارم | یک رشحه حیات کام دارم
از رشحه کفایت است این کار | چون من بروم چه کم چه بسیار

---

(۱) شنوم (۲) آیتی بشانم (۳) این نقشِ وجود (۴) تکبیرے اگر شنوده باشم۔

چون در نگری غرض تمام است
سر رشتۂ رشحہ ہم بجام است

گر بحر رسد بہ تشنہ کامے
سیرابیٔ اوست ہم بہ جامے

نی نی غلطم مقامِ درویش
عالیست ز حرفِ اندک وبیش

دریائی ازل لبی شگرف است
سُبحانکَ تُبتُ این چہ حرف است

ای لیسَ کمِثلِہٖ نقابت
سر رشتۂ عقل سدِّ بابت

من خرقۂ عاقلی دریدم
ایمانِ محمدی گزیدم

از قیدِ تفکرم چہ حاصل
آن خواجہ لبس است عقلِ کامل

من بیخبران ہمہ گمانم
تحقیقِ رہ[1] مبین چہ دانم

ہر چند کہ خلق ناشناسا
گویند کہ عاقل است ودانا

استادم ودانشم کتابم
دانی کہ من از کدام بابم

طفلم کہ نخوردہ شیرِ مادر
افتادہ ہمان بخاک وخون در

نگذشتہ ہنوز پیشِ سلطان
دارم دلکی تمام افغان

گم نامم وکار جملہ خام است
لبسم اللہ نامم من کدام است

نامی نہ کز دمرا بخوانند
نامی کہ مرا ز من رہانند

نامی کہ چو در رسد بجائیم
او ماند ومن زخود برآئیم

---

(۱) رہ چنین چہ دانم

اینجا(۱) سر عقل خورده در سنگ — ان تمامه به اصلِ قصه زن چنگ

تاریخ یکے چو شد نمودار — ہنگام تولدِ دگر آر

افتاده به بحر و بر طلاطم — ماه رجب و پگاه ششم

چون صبح رسید آخرِ شب — چون روز ز روشنی لبالب

چون ماهِ تمام منشرح صدر — در ظلمتِ شب چو ساعتِ قدر

با نورِ محبتِ خدائی — در آخرِ فقر و بے نوائی

با خود جهتِ کمالِ سرمد — خورشید پے تہجد آمد

در عینِ شب آفتاب برخاست — تا صبح(۲) لیسین شتاب برخاست

آن(۳) شب درِ معرفت کشودند — تمثالِ طلسمِ خود نمودند

خورشید با حتجاب خود در — کردند ستارگان برون سر

از شعشعهٔ چراغِ بسیار — این عرصهٔ تیره شد نمودار

در دیدهٔ شپرانِ کم نزاند — وحدت پسِ این دو کثرت افتاد

چون سر کشد آفتاب برمن(۴) — افتاده(۵) نه تیره و نه روشن

آن تیره به تلز هم فنا گم — روشن به حجاب(۶) اُجذبا کُم

---

(۱) اینجا سر عقل بخورد و سنگ (۲) با صبح (۳) آن را الخ (۴) برفق
(۵) نه تیره بماند و نه روشن۔ (۶) اختفا گم۔

خور نیز حجابِ نور دارد — در پرده چنین ظهور دارد!
گر پرده ز روی خود کشاید — خود نیز به اجتبا[1] در آید
یارب که طلسمِ خود کشائی — این طفلکی را به او نمائی
خود را به تمام[2] خود گذارد — چون نخل ز دانه سر بر آرد
چندین همه آفتاب رفتند — در بحرِ تو چون حباب رفتند
این قطره هم از شمار ایشان — در موجِ خودش بکن پریشان
باشد کامم از و بر آید — چون بینمش از تو یادم آید
بس تشنه و بس خرابم ای دوست — در حسرتِ یکدم آبم ای دوست
هر جا که ترشحِ تو بینم — در العطش آیم و نشینم
ای بحرِ طلب بکامِ من شو — امروز یکی بجامِ من شو
من جام چه می کنم گدایم — مشتاقِ نوام دهن کشایم
اکنون دهنم کشاده بهتر — بحرِ سخن ایستاده بهتر

زین گفت و شنود حاصلم نیست
حیران و خموش بایدم زیست

(۱) اختفا (۲) نظام

# تاریخِ تولدِ برخوردار خواجه خورد، اسمہ خواجہ محمد عبداللہ سلمہ اللہ تعالےٰ

گلشکری بو العجبی دست داد
شکرِ ہندی و گلِ ترک زاد

بلکہ زکشمیر گلِ زعفران — شد شکر آلودهٔ ہندوستان
شاخ گل از باغِ ولایت شتافت — از قدحِ ہند شکر آب یافت
شاخِ نباتی شد ازین طرفہ فن — انبتہ اللہ نباتاً حسن
بلکہ نہالی است برون از جہات — آمده در عرصهٔ این شاہ مات
گرچہ فرد رفتہ درین نیک عہد — بارورہ است از اثرِ قربِ عہد
آمده لبس در غمِ این تیره خم — ماهِ رجب بود و صباحِ ششم
۱۰۱۰ھ

کرده قلم سالِ ولادت رقم
ہان بشمار آنچہ رقم زد قلم

# رُباعیات

اے خواجہ درین نامہ لبی اسرار است
مجموعۂ ما سلسلۃ الاحرار است

(۱)

گویند وجود دو کون کونست حصول — نورے بجز از کون نکردست قبول

والله که درین پرده لسان الغیب است — بر طبقِ قواعد است نه بر وفقِ اصول

(۲)

بشناس که کائنات رو در عدم اند — کل در عدم ایستاده ثابت قدم اند

وین کون معلق از خیال و وہم است — باقی ہمگی ظہورِ نورِ قدم اند

(۳)

بنگر که درون و بیرونش نور — در وے ز عجوبگی بصد نوع ظہور

یا بندهٔ انواعِ ظہورش باطن — وان ظاہر در پردهٔ وحدت مستور

(۴)

تکوین دو کون را صلا در داده — دانی که در عدم چسان بکشاده

حادث شده نسبتی درون را بیرون — در بیرون عکس آن عکوس افتاده

۵

ما صورت و حق آئینۂ عکس نماست　　این است معیتی که حق را باماست
هر صورت در ظهور شرطِ دگر لیست　　این نسبتِ اسباب زین و پیداست

۶

آن کسب که نسبتش بما گشته عیاں　　در مذہبِ اہلِ حق جز آن ہیچ مداں
حق موجود است و ذاتِ مطلق اوست　　وین مشتِ خیال جملہ وہمست و گماں

۷

حادث کہ نباشد بدو آن پا بندہ　　تاثیر کند بحادثِ آیندہ
سبحان اللہ زہے خیالِ باطل　　این است وجودی عدمش زائیدہ

۸

آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است　　از کن فیکون جز این روش لیس عجب است
کسبی کہ وجود او بجزو ہمی نیست　　نسبت بحق ار کند کسی بے ادب است

۹

ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی　　زان ہست کہ بوی اصل از وی بوئی
معلوم کہ اصل ست، وجود علم است　　جہل است اگر جز این روش می پوئی

(۱۰)

ممکن کہ خرد درِ حدیثش بکشاد — در بدو نظر بہ ہستیش فتویٰ داد
او در ہستی و ہستی اندر وے بود — بیچارہ باشتباہ نامے بنہاد

(۱۱)

از صفائے مے و لطافتِ جام — در ہم آمیخت رنگِ جام و مُدام
ہمہ جام است و نیست گوئی مے — یا مُدام است نیست گوئی جام

(۱۲)

ایں صورتِ علمیہ کہ در جلوہ گری ست — از خال و خطش جمالِ مقصود بری ست
ادراک مرکب است و مرآت خود است — در رشتۂ ہمہ تشبیہ بودن از پے بصری ست

(۱۳)

در علم دو وجہ است بے شبہ و ریب — یک وجہ بشاہد است یک وجہ بغیب
در وجہ شاہد ہمہ رنگ است و تمیز — در وجہ غیب نہ نشان است و نہ عیب

(۱۴)

ایں علمِ بسیط بے تمیز است و نشاں — در ساحتِ اوراہ نہ این ست و نہ آں
چوں حاصلِ تا بزہ ندارد نتواں — تحصیل نمود کیں محال است عیاں

(۱۵)

از حضرت ذات بهره‌ٔ استهلاک است — استهلاکے کہ از تصور پاک است
آں معرفت است نامش ادراک بسیط — آنجا چہ محل دانش و ادراک است

(۱۶)

ادراک بسیط موطن محو و فنا — ہر جا ہستی است دارد آنجا ما و ا
این است تفاوت کہ دریں موطن قدس — ظاہر شدہ جفت عروس وحدت تنہا

(۱۷)

ہنگام شعور ازین مقام عالی — ہر چند کہ ہست دست دانش خالی
در پردہ نور یک ظہورے دارد — این است نتیجۂ علوم حالی!

(۱۸)

لیکن بابد کہ نور آن باطن پاک — ہر لحظہ نیفتد ز مقام ادراک
در دیدہ ہمیں کون حصولی ماند — تا یافت شود نتیجۂ استہلاک

(۱۹)

یارب چہ کند کلامی بیچارہ — گر نہ کوئے حقیقت نشود آوارہ
ہستی بکمال قرب از دستور است — کو نسبت حصول در دلش ستارہ

(۲۰)

خواہی کہ جمالِ غیب در دل یابی | زنہار طلب مکن کہ مشکل یابی
در ذاتِ خدا الفکر آمد باطل | در فکرِ چنیں مشو کہ باطل یابی

(۲۱)

خواہی حق را بغیر مظہر بینی! | منشیں کہ محالست کہ دیگر بینی
می کوش کہ بے صورتِ تحقیقی را | در مظہرِ موہوم مصوّر بینی

(۲۲)

حق نقطۂ جوّالہ جہاں دائرہ داں | بے دائرہ آں نقطہ نیاید بمیاں
آں دائرہ صورتِ علومِ نقطہ است | واں(۱) نقطہ کہ جلوہ ہا داد گشتہ عیاں

(۲۳)

گر نقطۂ جوّالہ بود ذاتِ نقط | واں شکل نمود اعتباراتِ نقط
گردد چو جہاں کہ جملہ مرآتِ حق است | خط نقطہ و دائرہ مرآتِ نقط

(۲۴)

ہر چند کہ دائرہ نہ وہم است و نمود | در نقطۂ عروض دائرہ شد مشہود
گویند کہ در نظارۂ کشف و شہود | اعیاں ہمہ عارض اند معروض وجود

---

(۱) واں نقطہ درا و بجلوہ گشتہ عیاں

۲۵

گر نقطہ بجولانگہِ خود آنے در ر — بیروں کشد از دائرہ وازخط سر
درظاہر علم گرکج وراست شود — در باطنِ علمش نبود ہیچ اثر

۲۶

ہاں تانکنی غلط کہ از کم دانی — ایں باطن را برون زظاہر دانی
ظاہر بدلے کہ بے خیالِ روحش — ہر چند کنی تمیلش نتوانی

۲۷

ہر جا ہستی است گر نبات است او جماد — گنجے زصفاتِ خود در روحِ نہاد
ہستی چو بذاتِ خود علیم است او قدیر — از ہست چگونہ علم وقدرت افتاد

۲۸

در ہر شکلے کہ رنگ ہستی پیدا است — روحے است کہ قادر و مرید ودانا ست
لیکن ہر یک بے تردد گشتہ — درظاہر علم ازیں صفت یکتا ست

۲۹

ایں ظاہر بے مثل لباسِ بدن است — واں لیس کمثلہ در وخیمہ زن است
روحست باعتبار اطلاقِ وجود — گاہے نفس است گاہ اویسِ قرن است

(۳۰)

حق روح و جہان نفس و آفاق بدن
چون نقطہ کہ در دائرہ دارد مسکن
ظاہر در وے ہمہ صفاتِ نقطہ است
مظہر بگذار چنگ در ظاہر زن!

(۳۱)

ہم بیرنگ است و بار ہم رنگ پذیر
آن لیس کمثلہ سمیع است و بصیر
این سمع و بصر جز این ندارد دگرے[1]
آن جملہ غنی است ما سوی جملہ فقیر

(۳۲)

تنزیہ فقط ز علم سوئے او بست
از ملتی و سمع صاحبِ دل عجب است
در ظاہر آیات بسے تشبیہ است
در باطن خود تمام آیات سبب است

(۳۳)

تشبیہ را کہ بوئے تنزیہش نیست
در اکثر تنزلات توجیہش نیست
این نکتہ ز قہرمانِ محشر باید
سہل است و در و ذ اگر چہ تبیینش نیست

(۳۴)

سبحان اللہ زہی خدائے متعال[2]
عالی ز تصور و مبرا ز خیال
از نورِ لطافتش ضمائر مشحون
وز سرِ سرائیتش جہان مالا مال

(۱) چیزے (۲) این رباعی باعتبار ترتیب سلسلۃ الاحرار رباعیِ اوّل است از سہوِ کتابت در اینجا درج شدہ۔ ۱۲ حیرت کاظمی

(۳۵)

چوں ظاہر علم پردۂ مقصود است — وین مشتِ خیال سر بسر نابود است

از نقش دمے بسوئے بی نقش گریز — وانگاہ نظارہ کن کہ حق ناموجود است

(۳۶)

ہر حسنِ تو نہ لیست زانہارِ نقوش — شد ظاہر و باطنِ نو در کارِ نقوش

برخیز و جمالِ نقشبندے بطلب — کاساں شودت شکستِ بازارِ نقوش

(۳۷)

چوں نقش نہادہ رو بہ بے نقش آری — زاں لوحِ وجود نسخہ بر داری

نورِ بے رنگ ترجمانش گردد — زنہار کہ دل بہ ترجمان نگذاری[1]

(۳۸)

آں بے رنگے چو پرتو انداز شود — بس رازِ نہفتہ را کہ غماز شود

ہر جا نوریست برکشد جملہ بخود — وانگہ پئے انکشافِ ہر راز شود

(۳۹)

گویند کہ چوں رسد تنی بکمال — گردو دو جہاں ز ترجماں مالامال

چشم از ہمہ سو سرمۂ مازاغ کشد — گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال

---

(۱) نسپاری۔

(۴۰)

ممکن ز تنگنای عدم ناکشیده رخت
واجب بجلوه گاهِ عیان نانهاده گام
در حیرتم که این همه نقشِ غریب چیست
بر لوحِ صورت آمده مشهودِ خاص و عام

(۴۱)

ای گشته بهر نمونه بیهوده گرد
اینست مقام کنت سمعه بشنو
در لست نمونه کر بس بی طرفست
بنشین و دمی بهر طرف مشو در تگ و دو

(۴۲)

یک لحظه سرِ بجیبِ هستی درکش
حرفِ انا گوی را خطی بر سر کش
گر مردِ رهی به نامرادی خو کن
یعنی که زنگارِ هستی در بر کش

(۴۳)

این سکه که من زدم بنامِ فقر است
وین روشنی از نویدِ تمامِ فقر است
برخیز و ره بخواجهٔ احرار بگیر
کان(۱) راه ز سرحدِ مقامِ فقر است

(۴۴)

آمد چو رباعی بچهار از عشرات
خامش شده خامه و دهن بسته دوات
ما هم سخنی را که بشرحش گفتیم
کردیم تمام بر محمد صلوات

---

(۱) کاین راه

(۴۵)

اندیشہ چوار لعین خود بُرد دلبسر | در تفرقہ اش چو اہل ظاہر منگر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان | در ہر شانے ز بے نشان دادہ خبر

(۴۶)

اے خواجہ دریں نام بسے اسرار است | فہمش ز مقید خرد دشوار است
از کون و مکاں مقید انش فرداند | مجموعۂ ما سلسلۃ الاحرار است

تمت الرباعیات

---

مجموعۂ سلسلۃ الاحرار کا قدیم ترین خطی نسخہ بھی جس کا سنہ کتابت ۱۰۰۷ھ ہے۔ علیگڈھ کی آزاد لائبریری کے صدر یار جنگ سیکشن میں ۲۱/۱۰۲ ق پر موجود ہے۔ اس نسخہ کی کتابت حضرت خواجہ باقیؒ کی وفات سے تقریباً پانچ سال پہلے ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ خطی نسخہ خود حضرت خواجہ نے تحریر فرمایا ہو لیکن اس قیاس کی تصدیق و توثیق تا حال نہیں ہوئی۔ حیرت کاظمی

# متفرقات

از نوائے بیرنگ با چندیں صُوَر
ہم مُشبّہ ہم منزہ خیرہ سر

(خواجہ باقیؒ)

اضافہ برروئے نسخ خطی گوالیار و خانقاہ شاہ ابوالخیر
و آزاد لائبریری (صدیار جنگ سیکشن) ۲۱/۸ ق محررہ سنہ ۱۰۱۱ھ

## رباعی

بدمستِ من امشب چو مہ آراستہ است
غم ہمچو ہلال لاغر و کاستہ است
ای صبح بروں میا کہ ترکاں مستند
دی شب بنشیں کہ فتنہ برخاستہ است

## رباعی

صحرا نشیں ز سیل حذر کن کہ آستیں
تر می کنم بہ گریۂ دا فشردہ می روم
آں گلبنم بہ باغِ تو کز یک نسیمِ لطف
نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمردہ می روم

## فرد

بغیرِ آنکہ بروزِ سیاہِ خود گرید
دگر ز دیدۂ باقی چہ کار می آید

اضافہ بنا بر زبدة المقامات تصنیف خواجہ
محمد ہاشم کشمی صفحہ ۱۲ و ۲۶ مطبوعہ

## رباعی

در راہِ خدا جملہ ادب باید بود
تا جان باقی است در طلب باید بود
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند
گم باید کرد و خشک لب باید بود

## فرد

می گزشتم زِ غم آسودہ کہ ناگہہ زکمیں
عالم آشوب نگاہی سرِ راہم بگرفت

## فرد

من از محیطِ محبت نشاں ہمی دیدم
کہ استخوانِ عزیزاں بہ ساحل افتاد است

# مرثیهٔ ابوالوقت حضرت خواجه محمد الباقی قدس سرّه العزیز

(از مولانا نامی مشدی)

دل برگرفت ازین چمن آن تازه نوبهار — زین غم بخون دیده نشستم چو لاله زار

کو غم کرداد خود دلستاند ز عیش من — تا بیش ازین بچهره ببندم بخون نگار

این یک دو روز عمر مداری برین منه — واین بر غلط فریب جهان دل برین مدار

بر حال خویش گریه کند مرغ این چمن — بر عمر خویش خنده زند کبک کوهسار

از همرهان قافله در نیمه ره بماند — هشدار هان و هان نظری بر قضا گمار

خوش خوان سرود ماست درین ره که چون جرس — هر صبح و شام مرثیه خوان است روزگار

برخون خلق چرخ دهن باز کرده است — عبرت بگیر ازین سبع آدمی شکار

کان قطب نه فلک بدل عرش جا گرفت
خلوت گزید با حق و جام بقا گرفت

امشب که نالهٔ بلبل خاموش تازه کرد — آهنگ گریه بر من مدهوش تازه کرد

هر ناله ماتمی دگر افزود بر دلم — داغی که خفته بود در آغوش تازه کرد

جوش درون که از دم سردم فسرده بود — آتش بسینه در زد و آن جوش تازه کرد

شوریده حکایت آن رخ نهفته گفت — آشفتگی بسینه بلانوش تازه کرد

آن خواجهٔ که از دل غرائی هوشمند — آئین شرع و قاعدهٔ هوش تازه کرد

وز بهرِ حلقهای غلامیش مهر و ماه — هر روز ریلقهای بناگوش تازه کرد
ازیک روزگار بر آمد پیام چرخ — بر ما هزار درد فراموش تازه کرد

یک ره خبر دهید که آن نوسفر چه دید
بر اوجِ نه سپهر برین آن قمر چه دید

آن هادی زمانه رخ اندر نقاب کرد — زین شیوه خانمانِ جهان را خراب کرد
در عمر روزگار ندیداست کس بخواب — زین صعب تر غمی که دل و دیده آب کرد
در کامِ عیش زهر شکست از فراقِ او — عشرت بجام و شیشه خود خونِ ناب کرد
خود وصل برگزید و بیاران فراق داد — خود باده بخورد و دلِ ما کباب کرد
هر کس که ناله های جگر ریشِ ما شنید — شب را تمام روزِ قیامت حساب کرد
بیدار باد دیدهٔ عبرت گزین هوش — کان بختِ ارجمندِ جهان عزمِ خواب کرد

خون شد دلِ سپهر ز بسیار خفتنش
در زیرِ خاک با دلِ بیدار خفتنش

دامان کشیده سرو ازین بوستان چراست — آن گلبنِ شگفتهٔ رعنا نهان چراست
پیمانهٔ مرادِ حریفان نکرده پُر — آن ساقیٔ شرابِ بقا سرگران چراست
پژمرده گشت غنچهٔ امید بی رخش — افسرده خاطر از چمن آن باغبان چراست
آن مایهٔ جمالِ جهان گر سفر نکرد — افسرده رنگ و رونقِ روی جهان چراست
آن نوبهارِ تازه اگر رخ نهفته است — گلها جگر فگار ز دستِ خزان چراست

از هفت بام چرخ اگر سنگِ غم نریخت — بر پشتِ جانم این همه کوهِ گران چراست
آن آفتابِ درجِ هدایت اگر نخفت — این تیرگیِ روی زمین و زمان چراست

آن گنجِ شایگان که نخفته است زیرِ خاک
از مخلصان نیازبدان آستانِ پاک

گویند خضرِ وقت و مسیحِ زمانه مرد — خورشیدِ نورگسترِ این هفت خانه مرد
پوشید چشم یکسره و شد زنده آید — معشوقِ دهر بود ولی عاشقانه مرد
الا محبتش بوسم جمله مرده باد — چون آن بسر در هفته و فردِ یگانه مرد
رنگِ رخم شکسته تر آمد ز جامِ دل — خون در رگِ ترانهٔ چنگ و چغانه مرد
زر شدی از آن نفس که رخِ خود نهفت دوست — سازِ طرب شکست و نوای ترانه مرد
بر حکمِ وهم و دیدهٔ کوتاه بین مگوی — کان روح بخشِ زندگیِ جاودانه مرد

چون نوعروسِ وصل در آغوش بر گرفت
از بس علاء دلش لبِ خاموش بر گرفت

آورخ که شهسوارِ زمین و زمن نماند — گلدسته که بود بدستِ چمن نماند!
یعقوب دار دیده بکوری سپرده به — چون در زمانه یوسفِ گل پیرهن نماند
آشفته گشت خاطرِ مجروح آنچنان — کز جوششِ گریه هیچ دماغی سخن نماند
دل شاد بلبلی که بجز جهد نراند داشت — آن گل چو رخ نهفت زبان در دهن نماند
شد برگ ریزِ لاله و گل از خزانِ دهر — در گلشنِ نشاط لبِ نغمه زن نماند

دہر از فراق چوں شب دیجور تیرہ شد — کآن شمعِ بزم قدس درین انجمن نماند

آن نورِ قدس روشنی از دیدہ برگرفت — خورشید گو ممان چو شہنشاہ من نماند

دل خون کن زمانہ غم خواجہ باقی است

جانکاہ عاقبت الم خواجہ باقی است

از حق ہزار مکرمت و آفرین برد — شد ختم سرفرازی دنیا و دین برد

چون مادر زمانہ ندارد چوا و پسر — زان است گریہ ہای زمان و زمین برد

بر بام خورشید پی فخر چون مسیح — دل بستہ بود چون فلکِ چارمین برد

دانستم آنکہ بود چو من عاشق رخش — کز بام ریخت زہرہ گل یاسمین برد

بلبل نہفت در غزلش خنجر و سنان — گل چاک کرد پیرہن نازنین برد

دلہا بخاک او چو مگس بر شکر گرد — صد حسرت است در جگر انگبین برد

بر قدر درد او نتوانیم گریہ کرد — گر مینہ تا بجعفر شہور و سنین برد

آہ این چہ ماتم است کہ خون جگر بسوخت

ہر لحظہ ام بدرد و غم تازہ تر بسوخت

---

# قطعہ تاریخ وفات فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ

خواجہ باقی آن امام اولیا

عارف باللہ اسرار نہفت

نکہت بستان سروِ انبیا

از نہال جعفری خوش گل شگفت

چونکہ بد مشرب فنا اندر بقا

محوِ حق گشتہ ز اسرارِ صفت

رخت بستہ زین سرائے بے بقا

چون ندائی ارجعی از حق شنفت

سال تاریخ وصالش خسروی

فی البدیہہ نقشبند وقت گفت (۱)

۱۰ ھ ۱۲

(۱) یہ قطعہ تاریخ بھی آثار الصنادید سے منقول ہے۔ حیرت کاظمی

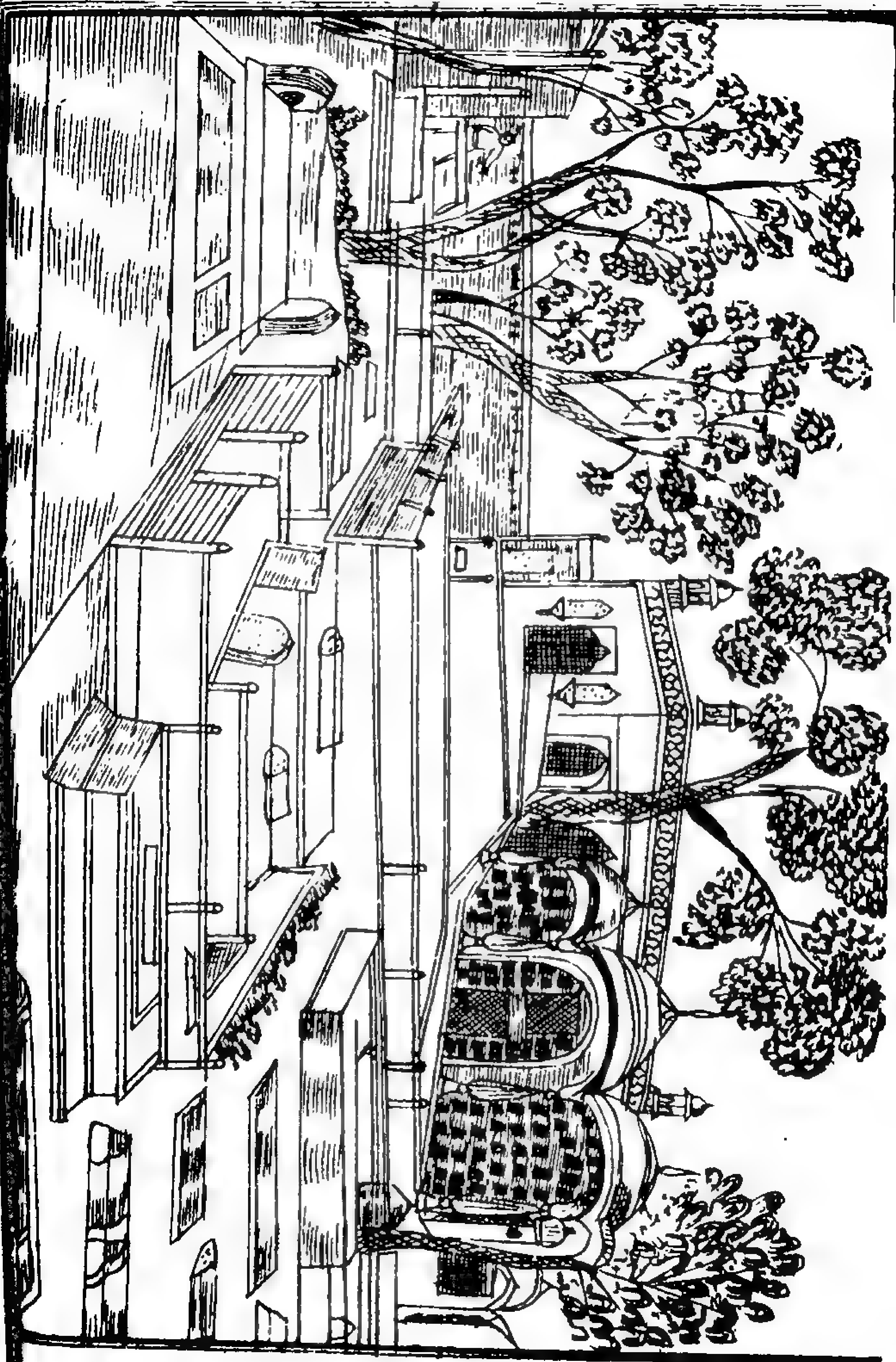
# قصیدہ مشتمل بر تاریخ وفات

قبلۂ[1] اربابِ حق کعبۂ اصحابِ دیں — مظہرِ فیضِ الٰہی صاحبِ علم الیقیں
حامیٔ دینِ نبیؐ اکمل امام المتقین — مورد فضل گرامی آلِ[2] ختم المرسلین
کاشفِ اسرارِ مطلق واقفِ علم الیقین — محو ذاتِ اقدسش باللہ باقی بالیقین
غوث اعظم عروۃ الوثقیٰ زرب العالمین — قطبِ ارشادِ جہاں ہم معنیٔ حق الیقین
کاملِ عالی طریقہ ہدیٔ راہِ متقین — بحرِ عرفانِ الٰہی مقتدائی عارفین
راضی و مرضیٔ حق بر ذاتِ شانِ او متین — ایں کرامت ہست از محبوبِ رب العالمین
نور بحوں بر جبینش تافت از حق المبین — شد زمینِ تربتش روشن قلوب المومنین
کے توانم گفت مدح آن خلاصۂ واصلین — ہست ذاتِ خواجہ باقی مرحمۃ للعالمین
خواجگیٔ امکنہ شد مرشدِ آن شاہِ دین — لیک مشربِ اوّلین وہم بہار آخرین
چون کمالش وصل دائم بود معنی دلنشین — شد وصالِ غیب و آخر بعمرِ اربعین
واں زہجرت بعدِ الف اثنا عشر بودہ سنین — اندوفات قطبِ دوران تکیہ گاہِ مسلمین
ہر کہ آید بر مزارش از سرِ صدق و یقین — حاجتش گردد روا ہم مقصدِ دنیا و دین
عاجز و عاصی بدرگاہش ہمی عابدِ حسین — تا بیابد نظر رحمت ہم نجاتِ یوم دین
باد نازل رحمتِ رضوانِ رب العالمین — بر محمد خواجہ باقیؒ زاولیائے مقبلین

---

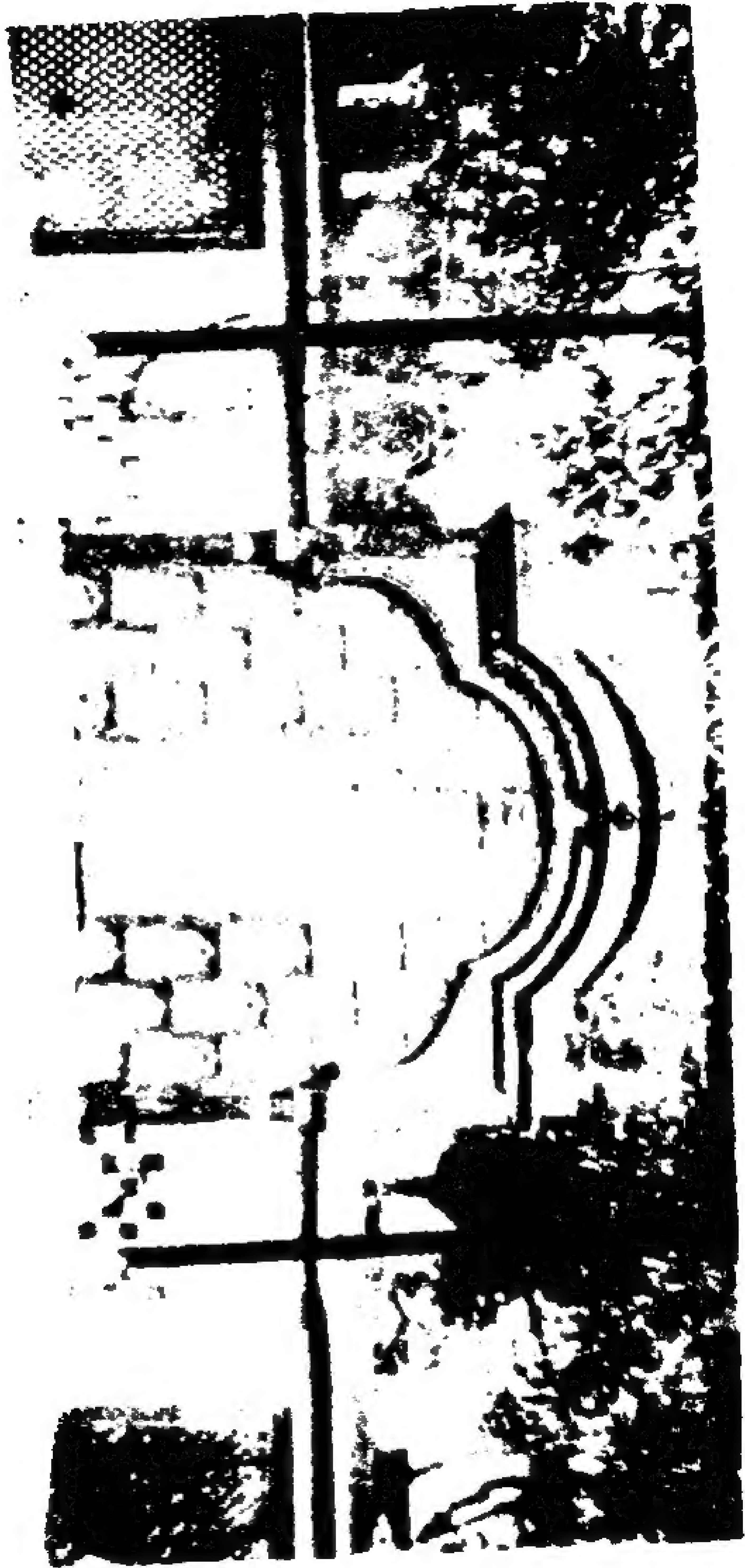
(۱) یہ قصیدہ تا حال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لوح مزار پر ثبت ہے اور سید احمد خاں نے اپنی کتاب آثار الصنادید میں بھی اسے نقل کیا ہے (۲) آپ کی والدہ ماجدہ سادات سے تھیں اسلئے آلِ ختم المرسلین کہا۔

نقشہ قدیم درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز

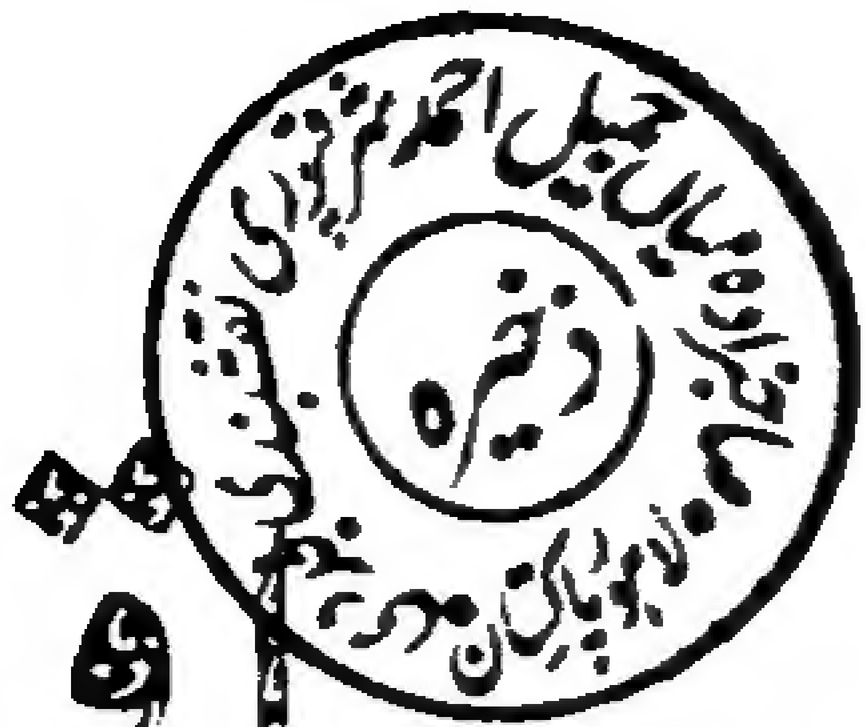


[illegible]

نقشہ جدید درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ نور اللہ مرقدہٗ



شاملِ عرفانیاتِ باقیؒ




# عرفانیاتِ باقی

مجموعۂ کلامِ بلاغت نظام

حضرت خواجہ محمد الباقی المعروف بہ خواجہ بیرنگ باقی باللہ

تالیف و ترتیب

از

سید نظام الدین احمد کاظمی حیرتؔ